Over 175K Followers

28 JULY TO 03 AUG, 2025 ☆☆☆ ۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

سستا پٹرول آپ کی گاڑی کی ٹینکی تک پہنچتے پہنچتے مہنگا کیوں ہو جاتا ہے؟

الیکٹرک بائیکس پر اربوں روپے سبسڈی دینے کا منصوبہ

بزنس رجسٹریشن اور لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانے کی جانب پیش رفت

پاس ورڈ کی معمولی غلطی جس نے 158 سال پرانی کمپنی ڈبو دی

چین سے پرتگال، پیرس کی خوشبو کے سنگ

دنیا کی تیز ترین ای اسکوٹی کی رونمائی

لندن (کنزیومرواچ نیوز) برطانوی کمپنی نے دنیا کی تیز ترین ای اسکوٹر کی رونمائی کر دی۔ یہ اسکوٹر 100 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ٹربو نامی یہ ای اسکوٹر برطانوی کمپنی 'بو' کا منصوبہ ہے جو اس کو ایک 'مونسٹر' قرار دیتے ہیں۔ بو کے سی ای او آسکر مورگن کے مطابق جیسے جیسے ٹربو کی تخلیق آگے بڑھی ان کی ٹیم کو احساس ہوا کہ وہ ایک مونسٹر بنا رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ای اسکوٹر مقامی سطح پر لوگوں کی نقل و حرکت کو تیزی سے بدل رہی ہیں لیکن ان کا مین اسٹریم آٹو موٹیو کلچر میں شامل ہونا ابھی باقی ہے۔ ٹربو کا بنایا جانا کمپنی کے ان مستقبل کی برقی گاڑیوں کو اٹھا کر صفِ اول کے آٹو موٹیو پرفارمنس میں لا کھڑا کرنا ہے۔ 18 ماہ میں بنائی جانے والی یہ ای اسکوٹر 29 ہزار 500 ڈالر کی بیس پرائس رکھتی ہے۔ اس اسکوٹر میں جدید پاور ٹرین نصب ہے جس میں 24 ہزار واٹ کا ڈوئل موٹر پروپلژن سسٹم لگا ہے۔ جبکہ اس میں 1800 واٹ آور کی مرکزی بیٹری لگی جو کہ بیک وقت 1500 آئی فونز فاسٹ چارجنگ دینے کے لیے کافی ہے۔

اسمارٹ فونز کے ذریعے زلزلے کی پیشگوئی کرنے والا سسٹم تیار

نیو یارک (کنزیومرواچ نیوز) سائنس دانوں نے ایک نیا سسٹم تیار کیا ہے جو اسمارٹ فونز کو زلزلے کی پیشگوئی کرنے والا آلہ بنا سکتا ہے۔ یہ سسٹم لوگوں کو بروقت بڑے زلزلے سے خبردار کرنے کا ایک کارگر طریقہ ہوسکتا ہے۔ ٹیکنالوجی کمپنی گوگل اور یو ایس جیولوجیکل سروے (یو ایس جی ایس) کے محققین کی جانب سے بنایا گیا یہ سسٹم لاکھوں فونز سے حاصل ہونے والا ڈیٹا کا استعمال کرتا ہے تاکہ کسی زلزلے کے جھٹکوں کے ابتدائی سگنلز کی نشان دہی کی جا سکے۔ جب بڑی تعداد میں ڈیوائسز زمین کی ایک جیسی حرکت کا اندراج کرتی ہیں تو سسٹم اس کی نشان دہی کرتا ہے اور قریبی علاقوں میں دیگر افراد کے لیے انتباہ جاری کرتا ہے۔ جرنل سائنس میں شائع ہونے والی تحقیق میں معلوم ہوا کہ اس نیٹورک نے ایک ماہ میں 300 سے زائد زلزلوں کی نشان دہی کی۔ جن علاقوں میں انتباہ بھیجے گئے، وہاں کے 85فی صد افراد جنہوں نے بعد میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے، کا کہنا تھا کہ انہیں انتباہ موصول ہوا تھا۔ ان میں 36فی صد کو زلزلے سے قبل، 28 کو ان جھٹکوں کے دوران اور 23فی صد کو بعد میں انتباہ موصول ہوا۔ تحقیق کے مطابق اگرچہ یہ سسٹم روایتی سیزمک سینسرز کی جگہ تو نہیں لے سکتا لیکن یہ وسیع سائنٹفک نیٹورک کے بغیر بھی علاقوں کو بڑے پیمانے پر کم لاگت کے ارلی وارننگ ٹول مہیا کر سکتا ہے۔

نیٹ فلکس کے منافع میں اشتہارات اور سبسکرپشن کے باعث نمایاں اضافہ

نیو یارک (کنزیومرواچ نیوز) آن لائن اسٹریمنگ سروسز فراہم کرنے والی امریکی کمپنی "نیٹ فلکس" کے منافع میں رواں سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران 45 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جس کی وجہ سبسکرپشن قیمتوں میں اضافہ اور اشتہارات کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی بتائی گئی ہے۔ خبر رساں ایجنسی کے مطابق نیٹ فلکس نے رواں سال کی دوسری سہ ماہی کے توقعات سے بہتر نتائج رپورٹ کیے جس میں منافع گزشتہ سال کے اسی عرصہ کے مقابلے میں 45 فیصد بڑھ گیا، کمپنی کی آمدنی 16 فیصد اضافے کے ساتھ 11.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی جو نہ صرف تجزیہ کاروں کے اندازوں بلکہ خود کمپنی کے تخمینوں سے بھی زیادہ تھی، اس عرصہ کے دوران نیٹ فلکس کا خالص منافع 3.1 ارب ڈالر رہا۔ نیٹ فلکس نے 2025 کے لیے اپنی سالانہ آمدنی کا تخمینہ بھی بڑھا دیا جس کے مطابق آمدنی کا تخمینہ اب 44.8 ارب سے 45.2 ارب ڈالر ہے جو پہلے 43.5 ارب سے 44.5 ارب ڈالر کے درمیان تھا۔ کمپنی نے اس سہ ماہی میں اپنے مواد کی کارکردگی کو سراہا خاص طور پر "سکویڈ گیمز" کے تیسرے سیزن کو، جسے 122 ملین بار دیکھا گیا۔ نیٹ فلکس کے مطابق یہ ہماری تاریخ کے کسی بھی سیریز کے چھٹے سب سے بڑے سیزن کے طور پر سامنے آیا ہے۔ کمپنی نے کہا کہ کوریائی مواد ہمارے صارفین میں بدستور مقبول ہے جو نیٹ فلکس کی بین الاقوامی سٹریٹجی کی کامیابی کو ظاہر کرتا ہے۔ کمپنی نے لائیو پروگرامنگ کے میدان میں بھی قدم بڑھانے کا اعلان کیا ہے جس میں باکسنگ کے اہم مقابلے اور این ایف ایل گیمز شامل ہوں گی تاکہ روایتی آن ڈیمانڈ انٹرٹینمنٹ سے ہٹ کر مواد کی مزید اقسام پیش کی جا سکیں۔ رپورٹ کے مطابق نیٹ فلکس کے حصص میں سال کے آغاز سے اب تک 40 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے، اس سہ ماہی میں نیٹ فلکس نے اپنی ایڈورٹائزنگ صلاحیتوں کو مزید وسعت دی ہے اور کہا ہے کہ 2025 میں اشتہارات سے حاصل ہونے والی آمدنی تقریباً دوگنی ہونے کی توقع ہے۔

فیس بک کا چوری شدہ مواد چلانے والوں کیخلاف بڑا اقدام

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) سماجی رابطے کا پلیٹ فارم فیس بک صارفین کی فیڈز سے اسپیم کم کرنے کے لیے کانٹینٹ چوری یا ری پوسٹ کرنے والے اکاؤنٹس کے خلاف کریک ڈاؤن کر رہا ہے۔ ٹیکنالوجی کمپنی میٹا نے اعلان کیا ہے کہ وہ کریئٹرز جو مستقل بنیادوں پر دوسرے کریئٹرز کی ویڈیوز، تصاویر یا ٹیکسٹ پوسٹ استعمال کرتے ہیں وہ ایک مدت کے لیے فیس بک مونیٹائزیشن سے محروم کر دیے جائیں گے اور پلیٹ فارم پر ان کی پوسٹس کم دیکھی جائیں گی۔ کمپنی نے اپنے بلاگ پوسٹ میں اس متعلق بتایا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی میم یا ویڈیو بار بار سامنے آتی ہے، بعض اوقات ایسے اکاؤنٹس کی طرف سے جو بظاہر ان کو بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بعض اوقات دیگر اسپیمنگ اکاؤنٹس سے۔ یہ امر سب کے تجربے کو خراب کرتا ہے اور نئے کریئٹرز کے لیے مشکلات کھڑی کرتا ہے۔ جب فیس بک کے سسٹم ویڈیوز کی نقول کی نشان دہی کریں گے تو پلیٹ فارم حقیقی کریئٹرز کے ویوز کو بچانے کے لیے نقول کے پھیلاؤ کو روک دیں گے۔ میٹا کا مزید کہنا تھا کہ کمپنی کریئٹرز جس کریڈٹ کے مستحق ہیں ان کو وہ دینے کے لیے راہیں تلاش کر رہی ہے۔ واضح رہے 2025 کے ابتدائی ششماہی میں کمپنی اسپیمنگ یا جعلی انگیجمنٹ میں ملوث پانچ لاکھ اکاؤنٹس کے خلاف ایکشن لے چکی ہے۔

فیس بک نے ایک کروڑ جعلی پروفائلز ڈیلیٹ کردیں

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) فیس بک نے 2025 کے پہلے نصف میں ایک بڑی احتسابی کارروائی کے تحت تقریباً 1 کروڑ جعلی پروفائلز حذف کر دی ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ جعلی پروفائلز معروف صارفین یا مواد تخلیق کرنے والوں کا روپ اختیار کیے ہوئے تھے۔ مزید برآں اس کارروائی کا مقصد ابتدائی تخلیق کاروں کا ڈیجیٹل مقام بھی بحال ہے۔ علاوہ ازیں 500,000 مزید اکاؤنٹس کو اسپیم جیسے رویوں کی وجہ سے پابندی یا ڈیمنشن کیا گیا ہے۔ میٹا کے مطابق یہ قدم "اصل" صارفین کے مواد کو بڑھاوا دینے اور جعلی یا نقل شدہ مواد سے حفاظت کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ جعلی اور نقل شدہ پوسٹس کی نشاندہی کرکے، اصل تخلیق کاروں کے کانٹینٹ کو دوبارہ بحال کیا گیا ہے۔ نقل کی نشاندہی کے لیے اے آئی اور دیگر ٹیکنالوجیز استعمال کی گئیں۔ نقل شدہ مواد بار بار پوسٹ کرنے والے صارفین کی مونیٹائزیشن بھی معطل کر دی گئی۔ میٹا کا کہنا تھا کہ اے آئی ٹولز کی مدد سے یہ کارروائی آگے بھی جاری رہے گی۔

۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۲۰۲۵ ☆☆☆ 28 JULY TO 03 AUG, 2025

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اور صحرا نشینوں میں سے بھی کچھ عذر کرتے ہوئے
تمہارے پاس آئے کہ ان کو بھی اجازت دی جائے اور
جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا وہ
گھر میں بیٹھے رہے۔
سورۃ التوبہ 09 - آیت نمبر 90

مجھے ہے حکم اذاں..................!

پاکستان میں مہنگائی کا طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا، اور اب خوردنی تیل اور گھی کے شعبے میں ایک نیا انکشاف سامنے آیا ہے، جس نے عوام کو مزید تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ملک میں گھی اور کوکنگ آئل پر فی کلو 150 سے 175 روپے تک اضافی رقم وصول کی جارہی ہے، حالانکہ عالمی مارکیٹ میں ان اشیاء کی قیمتوں میں 25 فیصد تک نمایاں کمی ہوئی ہے۔ اس فرق سے واضح ہے کہ ملکی مارکیٹ میں مصنوعی مہنگائی پیدا کی گئی ہے اور چند طاقتور کارٹلز نے عوام کی جیبیں کاٹنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

یہ ایک نہایت افسوسناک امر ہے کہ جب بھی عالمی منڈی میں قیمتیں بڑھتی ہیں تو مقامی مارکیٹ فوراً ردِعمل دیتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، لیکن جب عالمی سطح پر قیمتیں کم ہوتی ہیں تو اس کا فائدہ عام صارف تک نہیں پہنچتا۔ یہ دوہرا معیار ملک میں موجود منافع خور طبقے کی طاقت، ریاستی اداروں کی کمزوری اور قانون پر عمل درآمد کی ناقص صورتحال کی نشاندہی کرتا ہے۔

وفاقی حکومت کی جانب سے اس معاملے کا نوٹس لینا قابلِ تحسین اقدام ضرور ہے، تاہم محض نوٹس لینا کافی نہیں۔ عوام کو حقیقی ریلیف دینے کے لیے اس بار کچھ ٹھوس اور دیرپا اقدامات کرنے ہوں گے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی (ECC) کے اجلاس میں مسابقتی کمیشن کو ہدایت دینے پر غور کیا جارہا ہے کہ وہ گھی اور کوکنگ آئل انڈسٹری میں کارٹلائزیشن کی تحقیقات کرے۔ اس قدم کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن ماضی کے تجربات یہ بتاتے ہیں کہ ایسے نوٹس اکثر کاغذی کارروائی تک محدود رہتے ہیں، اور نتائج صفر نکلتے ہیں۔ مسابقتی کمیشن آف پاکستان کا بنیادی فریضہ یہی ہے کہ وہ مارکیٹ میں اجارہ داری اور غیر منصفانہ کاروباری سرگرمیوں کی نشاندہی کرے اور ان کے خلاف کارروائی کرے۔ اگر یہ کمیشن اپنی ذمہ داری کو سنجیدگی سے لے تو گھی اور تیل کے شعبے میں کارٹل مافیا کو بے نقاب کرنا مشکل نہیں۔ ماضی میں بھی اس شعبے میں کارٹلائزیشن کے شواہد سامنے آچکے ہیں، لیکن کسی کو سزا نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ مافیا پہلے سے زیادہ مضبوط اور بے خوف نظر آتا ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ متاثر غریب اور متوسط طبقہ ہو رہا ہے، جن کی قوتِ خرید پہلے ہی مہنگائی کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے۔ اگر حکومت واقعی سنجیدہ ہے تو اسے صرف تحقیقات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ شفاف طریقے سے رپورٹ شائع کر کے ملوث کمپنیوں کو نہ صرف بھاری جرمانے کیے جائیں بلکہ عوام سے وصول شدہ اضافی رقم واپس دلانے کے لیے اقدامات بھی کیے جائیں۔

ریاست کی اصل قوت اسی وقت ظاہر ہوگی جب وہ طاقتور مافیا کے سامنے جھکنے کے بجائے عوام کے ساتھ کھڑی ہوگی۔ اب وقت ہے کہ حکومت زبانی دعوؤں سے نکل کر عملی اقدام کرے، ورنہ عوام کا اعتماد مکمل طور پر ختم ہو جائے گا، جو کسی بھی ریاست کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

ٹاپ اسٹوریز Top Stories

سستا پٹرول آپ کی گاڑی کی ٹینکی تک پہنچتے پہنچتے مہنگا کیوں ہو جاتا ہے؟

PAGE 04

چینی کی درآمد کے لیے ٹیکسز 18 سے کم کر کے 0.2 فیصد کرنے کا انکشاف

PAGE 09

بزنس رجسٹریشن اور لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانے کی جانب پیش رفت

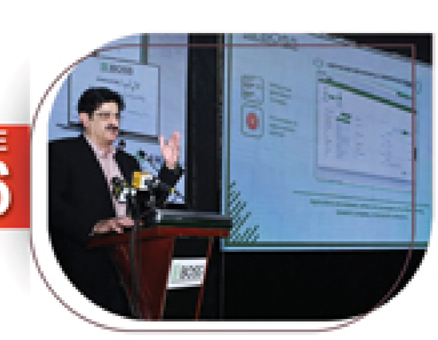

PAGE 06

پبلک سیکٹر کے ناکارہ جنریشن پلانٹس کی نیلامی کا منصوبہ شدید مشکلات کا شکار

PAGE 10

چین سے پرتگال، پیرس کی خوشبو کے سنگ

PAGE 07

لورے غار، ورجینیا: زمین کے اندر چھپی ایک جادوئی دنیا

PAGE 11

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

بی بی سی رپورٹ

سستا پٹرول آپ کی گاڑی کی ٹینکی تک پہنچتے پہنچتے مہنگا کیوں ہو جاتا ہے؟

پاکستان میں وفاقی حکومت نے گذشتہ ایک ماہ کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں تین بار اضافہ کیا اور یہ اضافہ ایک ایسے وقت میں کیا جا رہا ہے جب حکومت مسلسل ملکی معیشت کے اشاریوں میں بہتری کا عندیہ دیتے ہوئے دعویٰ کر رہی ہے کہ یہ مستحکم بنیادوں پر استوار ہو چکی ہے۔حکومت کا کہنا ہے کہ پاکستان میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں عالمی مارکیٹ میں خام تیل کی قیمتوں سے جڑی ہیں، یعنی سادہ الفاظ میں اگر عالمی سطح پر تیل کی مصنوعات کی قیمتوں بڑھیں گی تو پاکستان میں بھی ایسا ہی ہوگا۔بی بی سی نے اسی دورانیے میں بین الاقوامی مارکیٹ میں خام تیل کی قیمتوں اور پٹرول و ڈیزل کی مقامی قیمت میں حصہ ڈالنے والے دیگر عوامل کا جائزہ لیا ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ کیا پاکستان میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہونے والے حالیہ اضافے کا عالمی سطح پر قیمتوں سے کتنا تعلق ہے۔پاکستان میں ایک ماہ کے دوران پٹرول و ڈیزل کی قیمت میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟جون کے مہینے کے آغاز پر پاکستان میں پٹرول کی قیمت 253.63 روپے فی لیٹر جبکہ ڈیزل 254.64 روپے فی لیٹر پر فروخت ہو رہا تھا۔حکومت پاکستان کی جانب سے اس میں پہلا اضافہ 15 جون کو کیا گیا اور پٹرول کی قیمت 4.80 روپے فی لیٹر جبکہ ڈیزل کی قیمت میں 7.95 روپے فی لیٹر بڑھا دی گئی۔30 جون کو ایک بار پھر قیمتوں میں بڑا اضافہ کیا گیا اور پٹرول اور ڈیزل کی قیمت بالترتیب 8.36 روپے اور 10.39 روپے فی لیٹر تک بڑھائی گئی۔اسی طرح 15 جولائی کو پٹرول کی قیمت میں 5.36 روپے اور ڈیزل کی قیمت میں 11.37 روپے کا اضافہ کیا گیا۔اس طرح لگ بھگ ایک ماہ کے دورانیے میں پٹرول کی قیمت 18.52 روپے فی لیٹر کے مجموعی اضافے کے بعد 272.15 روپے فی لیٹر ہو گئی جبکہ ڈیزل کی قیمت میں 29.71 روپے فی لیٹر کے اضافے کے بعد 284.35 روپے فی لیٹر ہو گئی۔پاکستان میں ڈیزل و پٹرول کی مقامی ضرورت کا تقریباً 80 فیصد حصہ درآمد کیا جاتا ہے کیونکہ ملک میں خام تیل کی پیداوار مقامی ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔اسی لیے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں کا اثر مقامی مارکیٹ پر بھی پڑتا ہے۔حکومت کی جانب سے بھی جون کے مہینے اور جولائی کے آغاز میں مقامی قیمت میں اضافے کی وجہ خام تیل کی بین الاقوامی قیمت کو قرار دیا گیا جو ایران اور اسرائیل کے درمیان جنگ کی وجہ سے تھوڑی اوپر چلی گئی تھی۔پاکستان میں خام تیل کی قیمت عرب لائٹ خام تیل سے منسلک ہے جو جون کے آغاز پر 60 ڈالر فی بیرل سے کچھ زیادہ تھی۔13 جون کو ایران اور اسرائیل کے درمیان جنگ کے آغاز کے بعد یہ قیمت 75 ڈالر فی بیرل سے تجاوز کر گئی۔تاہم عالمی سطح پر قیمتوں میں یہ بڑا اضافہ عارضی تھا اور جنگ بندی کے اعلان کے بعد یعنی 24 جون کو خام تیل کی قیمت 68 ڈالر فی بیرل تک آ گئی ہے۔رواں ماہ یعنی جولائی کے پہلے پندرہ دنوں میں عالمی سطح پر خام تیل کی قیمت 68 ڈالر فی بیرل کے لگ بھگ ہی رہی تاہم پاکستان میں 15 جولائی کی رات ایک بار پھر قیمت میں اضافہ کر دیا گیا۔ایک ایسے وقت میں جب عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمت مستحکم ہے، پاکستان میں اس کی قیمتوں میں لگاتار اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟اس کی وجوہات جاننے کے لیے جب ہم نے حکومت کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشن اور ڈیزل و پٹرول کی موجودہ قیمت میں ٹیکس اور دوسرے ہیڈز کا جائزہ لیا تو پتا چلا کہ ٹیکس اور دوسرے ہیڈز نکال کر ڈیزل کی اصل قیمت 177.89 روپے فی لیٹر ہے، جو پندرہ روز پہلے بھی اتنی ہی تھی۔اسی طرح پٹرول کی فی لیٹر قیمت بھی 167.51 روپے فی لیٹر ہے جو 15 روز پہلے 165.30 روپے تھی۔تاہم حکومت کی جانب سے ڈیزل کی قیمت میں 'ایکسچینج ریٹ ایڈجسمنٹ' کی مد میں 7 روپے فی لیٹر ڈالے گئے اور پٹرول کی مد میں یہ ایڈجسٹمنٹ 1.22 روپے فی لیٹر تھی۔'ایکسچینج ریٹ ایڈجسٹمنٹ' وہ فرق ہے کہ جب بین الاقوامی مارکیٹ سے تیل خریداری کے وقت جب بینک کو ایل سی کھولنے کے لیے کہا گیا تھا اور اس وقت جو ڈالر ریٹ تھا اور جب ایل سی سیٹل ہوئی تو اس وقت جو ڈالر ریٹ تھا اور اس فرق کو تیل قیمت میں ڈال کر صارفین سے وصول کیا جاتا ہے۔توانائی شعبے کے ماہر فرحان محمود نے بی بی سی کو بتایا کہ جون کے مہینے میں اسرائیل اور ایران کے درمیان جنگ کی وجہ سے پیدا ہونے والی غیر یقینی

Over 175K Followers on social media now shining in print too

صورتحال کی وجہ سے کافی سارا تیل درآمد کرلیا گیا تھا تاکہ اس کی ممکنہ کمی کے خدشے سے نمٹا جاسکے، اور اسی کی وجہ سے یہ صورتحال بنی۔ پاکستان میں تیل کے شعبے میں کام کرنے والی کمپنیوں کی نمائندہ تنظیم 'آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل' کے آئل و گیس ریگولیٹری اتھارٹی کو لکھے گئے خط کے مطابق حکومت نے گذشتہ قیمتوں کے جائزے میں یہ ایڈجسٹمنٹ نہیں کی تھی۔ پی بی سی کے پاس موجود اس خط کے مطابق گذشتہ قیمتوں کے جائزے میں یہ ایڈجسٹمنٹ نہیں کی گئی تھی تاہم اب حکومت نے یہ ایڈجسٹمنٹ کردی ہے اور یہ عام صارف کے لیے ریٹیل قیمت میں اضافے کا سبب بنی ہے۔ اسی طرح حکومت نے ان لینڈ فریٹ ایکولائزیشن مارجن یعنی آئی ایف ای ایم میں بھی اضافہ کردیا ہے۔ ڈیزل کے لیے ائی ایف ای ایم میں چار روپے فی لیٹر کا اضافہ کیا گیا اور پٹرول میں دو روپے کا اضافی آئی ایف ای ایم شامل کیا گیا۔ فرحان نے بتایا آئی ایف ای ایم پورے ملک میں ڈیزل و تیل کی قیمت کو یکساں رکھنے کے لیے لگایا جاتا ہے اور اس ٹیکس کی ادائیگی ریفائنریوں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو کی جاتی ہے۔ اس شعبے سے منسلک تجزیہ کاروں کے مطابق پٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ کی وجہ سے ریفائنریاں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیاں ان پٹ ایڈجسٹمنٹ ٹیکس جمع نہیں کرپاتی ہیں اور انھیں آئی ایف ای ایم کے ذریعے مالی فائدہ دیا جاتا ہے تاہم اس کا اثر صارفین کے لیے پٹرولیم مصنوعات کی ریٹیل پرائس میں اضافے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ حکومت پٹرول کی فی لیٹر قیمت پر صارفین سے اس وقت 75.52 روپے کی پٹرولیم لیوی اور ڈھائی روپے فی لیٹر کی ماحولیاتی سپورٹ لیوی بھی وصول کررہی ہے۔ اسی طرح ڈیزل کی قیمت میں 74.51 روپے فی لیٹر پٹرول لیوی اور ڈھائی روپے فی لیٹر کی ماحولیاتی سپورٹ لیوی وصول کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دونوں مصنوعات پر ڈیلرز 8.64 روپے فی لیٹر کا منافع لیتے ہیں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کا منافع 7.87 روپے فی لیٹر ہے۔ یہ دونوں صارفین کے لیے ریٹیل قیمت میں شامل ہوتے ہیں اور ان ہی سے وصول کیے جاتے ہیں۔

معاشی بہتری کے دعوؤں کے باوجود عوام کو پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ریلیف کیوں نہیں مل رہا؟ حکومت کی جانب سے معاشی بہتری کے دعوؤں کے باوجود عام آدمی کی معاشی صورتحال اس وقت مشکلات کا شکار ہے۔ دوسری جانب حکومت کا دعویٰ ہے کہ زرمبادلہ ذخائر 20 ارب ڈالر ہو چکے ہیں تاہم ڈالر کی قیمت میں اس کے ساتھ اضافہ بھی جاری ہے جس کا اثر ملک میں درآمدی چیزوں کی قیمت میں اضافے کی صورت میں نکل رہا ہے جس میں سے ایک ڈیزل و پٹرول کی قیمت بھی ہے۔ پاکستان کے سابق وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل نے بی بی سی کو بتایا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تین سال سے پاکستانیوں کی فی کس آمدنی کم ہو رہی ہے جس کا مطلب ہے کہ اوسطاً پاکستانی غریب ہورہے ہیں اور ان کی قوت خرید کم ہورہی ہے۔ لہٰذا اگر حکومت کہہ رہی ہے کہ افراط زر کم ہو رہا ہے تو دوسری جانب اس سے زیادہ تیزی سے پاکستانیوں کی قوت خرید کم ہو رہی ہے جس کی وجہ معیشت میں بڑھوتری کا نہ ہونا ہے۔ انھوں نے کہا موجودہ حکومت نے کوئی ایسی اصلاحات نہیں کیں کہ جس سے معاشی بڑھوتری ہوسکے۔ انھوں نے کہا یہ بات صحیح ہے کہ ملک نے ڈیفالٹ نہیں کیا لیکن حکومت نے ٹیکس، تیل اور بجلی و گیس کی قیمتوں نے جس طرح اضافہ کیا اس نے لوگوں کا خون نچوڑ لیا ہے اور قوت خرید نے ختم کر دی ہے جس کی وجہ سے معیشت میں طلب ختم ہو چکی ہے اور 'گروتھ' نہیں ہو رہی۔ انھوں نے تیل کی قیمت پر کہا کہ اس میں ایک تو اس کی بین الاقوامی قیمت ہے اور دوسرا حکومتی ٹیکس ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ "ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر گر رہی ہے جبکہ حکومت نے آئی ایم ایف سے وعدہ کیا ہے کہ وہ پیٹرول پر سو روپے فی لیٹر کی لیوی لگائیں گے اور اور پانچ روپے کاربن لیوی۔ انھوں نے 77 روپے تو لگا دیے ہیں باقی آئندہ مہینوں میں لگا دیں گے۔' معاشی امور کے سینیئر صحافی مہتاب حیدر نے بی بی سی کو بتایا کہ جب تک پاکستان آئی ایم ایف پروگرام میں ہے تو گروتھ نہیں ہو گی اور اس کی وجہ سے بوجھ عام پاکستانیوں پر پڑے گا۔ انھوں نے کہا آئندہ دنوں میں افراط زر میں بھی تھوڑا مزید اضافہ ہوگا جس کا اثر عام آدمی پر پڑے گا۔ مہتاب کے مطابق اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستانی معیشت جمود کا شکار ہے۔ توانائی کا بحران ہے، ٹیکس جی ڈی پی تناسب نہیں بڑھ رہا۔ ماہر معیشت ڈاکٹر اشفاق حسن نے کہا پاکستان تین سال پہلے والے حالات کی طرف گامزن ہے جب ڈالر کی قیمت بڑھی تھی تو اس کے ساتھ ہر چیز کی قیمت بہت اوپر چلی گئی تھی۔ انھوں نے کہا آئی ایم ایف پروگرام سے گروتھ نہیں آ سکتی، جو اس وقت ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ نئے حکومتی ٹیکس کے نفاذ کے بعد پیٹرول کی قیمت میں 8.36 روپے کا اضافہ: 'ایک طرف ریلیف ملتا ہے تو دوسری طرف کچھ نا کچھ مہنگا ہو جاتا ہے۔

بزنس رجسٹریشن اور لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانے کی جانب پیش رفت

کنزیومرواچ نیوز

وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے سندھ بزنس ون اسٹاپ شاپ (ایس بی او ایس ایس) کا افتتاح کردیا، جو ایک ڈیجیٹل پلیٹ فارم ہے جس کا مقصد صوبے بھر میں کاروباری رجسٹریشن اور لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانا ہے۔ رپورٹ کے مطابق یہ افتتاحی تقریب وزیر اعلیٰ ہاؤس میں ہوئی، جس میں وفاقی وزیر برائے سرمایہ کاری قیصر شیخ، صوبائی وزرا، سیکریٹریز، اعلیٰ بیوروکریٹس اور کاروباری برادری کے افراد نے شرکت کی۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مراد علی شاہ نے اس اقدام کو سندھ کی معیشت اور طرز حکمرانی کے لیے ایک انقلابی لمحہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایس بی او ایس ایس صرف ایک ڈیجیٹل حل نہیں بلکہ طرز حکمرانی کے ڈھانچے میں بنیادی اصلاح ہے۔

انہوں نے اسے کاروبار میں آسانی پیدا کرنے اور نجی شعبے کو بااختیار بنانے کی طرف ایک بڑا قدم قرار دیا۔ یہ پلیٹ فارم ورلڈ بینک کے تعاون سے جاری کلک (CLICK) پروجیکٹ کے تحت تیار کیا گیا ہے، جو اس وقت 9 اہم محکموں کی 32 ای-لائسنسنگ خدمات فراہم کر رہا ہے اور آئندہ مرحلے میں اسے 16 محکموں کی 130 سے زائد ریگولیٹری خدمات تک توسیع دی جائے گی۔ یہ نظام چوبیس گھنٹے فعال ہے اور اسے ون لنک، ایس ای سی پی، نادرا اور محکمہ موسمیات پاکستان (پی ایم ڈی) جیسے قومی ڈیٹا بیسز سے منسلک کیا گیا ہے جو حقیقی وقت میں شناخت کی تصدیق اور محفوظ ڈیجیٹل ادائیگیوں کو ممکن بناتا ہے۔ ایس بی او ایس ایس کے ذریعے 9 اہم محکموں کی 32 ای-لائسنسنگ خدمات دستیاب ہیں۔ پاکستان میں پہلی بار کسی کاروباری سہولت کے پلیٹ فارم میں بلاک چین ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ ڈیٹا کی درستگی، شفافیت اور جعل سازی سے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ چاہے آپ بڑے سرمایہ کار ہوں یا گھر سے کام کرنے والے چھوٹے کاروباری مالک، ایس بی او ایس ایس آپ کو منصفانہ، متوقع اور آسان رسائی کی ضمانت دیتا ہے، انہوں نے کاروباری افراد کو اس سروس سے فائدہ اٹھانے کی دعوت دی۔ مراد علی شاہ نے اعتراف کیا کہ سندھ حکومت کو عوامی تاثر کے چیلنجز کا سامنا ہے، لیکن کہا کہ حکومت جدید طرز حکمرانی کے لیے پرعزم ہے، ہمیں دنیا کی رفتار سے ہم آہنگ ہونا ہوگا ورنہ پیچھے رہ جائیں گے، سندھ صنعتی ترقی کی قیادت کرے گا۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان پچھلے 3 سال میں ورلڈ بینک کے ایز آف ڈوئنگ بزنس انڈیکس میں اپنی پوزیشن 147 سے بہتر کرکے 108 پر لے آیا ہے، ملک میں خوشحالی لانے کے لیے ہمیں صنعتی ترقی کو ترجیح دینی ہوگی۔ مراد علی شاہ نے کہا کہ اب تمام لائسنسنگ عمل آن لائن منتقل کیے جا رہے ہیں، اور درخواست گزار ڈیجیٹل طریقے سے منظوری حاصل کرسکیں گے، ایس بی او ایس ایس کا اگلا مرحلہ تمام ریگولیٹری و لائسنسنگ خدمات کو ڈیجیٹل بنانا، سندھ بھر میں بزنس فسیلیٹیشن سینٹرز قائم کرنا اور چوبیس گھنٹے ڈیجیٹل کومیکٹ سینٹر کا آغاز شامل ہے۔ وزیراعلیٰ سندھ نے کہا کہ یہ صرف ابتدا ہے، ہم ایک ایسے مستقبل کی تعمیر کر رہے ہیں جو جدت، کارکردگی، اور مشترکہ اقتصادی خوشحالی پر مبنی ہوگا، انہوں نے ورلڈ بینک کے اسٹریٹجک تعاون پر شکریہ ادا کیا اور سندھ انویسٹمنٹ ڈپارٹمنٹ اور دیگر شراکت دار اداروں کی کوششوں کو سراہا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر قیصر شیخ نے ایس بی او ایس ایس کو کاروباری عمل کو سہل بنانے کی سمت ایک اہم قدم قرار دیا اور کہا کہ وفاقی حکومت بھی لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانے کے لیے پرعزم ہے، تاکہ سرمایہ کاری کا ماحول بہتر ہو۔ انہوں نے سندھ حکومت کی کاروبار دوست کوششوں کو سراہا اور کہا کہ ملکی کرنسی اور زرمبادلہ کے ذخائر میں بہتری آئی ہے، معاشی اشاریے مثبت ترقی کی جانب اشارہ دے رہے ہیں، آج جاری ہونے والا پہلا ایس بی او ایس ایس لائسنس ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ وزیراعلیٰ کے معاون خصوصی قاسم نوید اور سیکریٹری انویسٹمنٹ راجا خرم شہزاد نے بھی تقریب سے خطاب کیا۔ ایس بی او ایس ایس پلیٹ فارم اب سندھ بھر میں صارفین کے لیے دستیاب اور قابل رسائی ہے۔

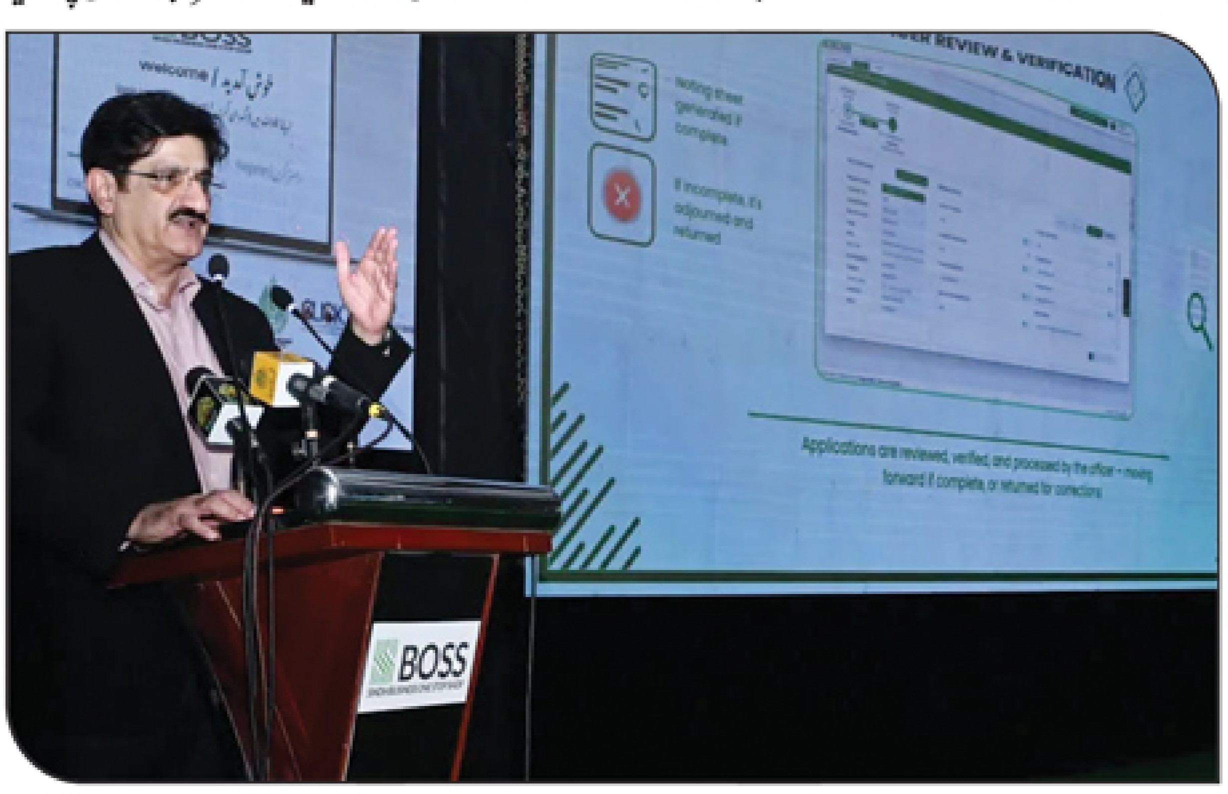

معاشی شرح نمو کا تخمینہ 3 فیصد، مہنگائی 5.8 فیصد برقرار

ایشیائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی) نے پاکستان کے لیے رواں مالی سال معاشی شرح نمو اور مہنگائی کے تخمینوں میں تبدیلی نہیں کی، اے ڈی بی نے رواں مالی سال پاکستان کی معاشی شرح نمو کا تخمینہ 3 فیصد جبکہ مہنگائی کا تخمینہ 5.8 فیصد پر برقرار رکھا ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک نے ایشین ڈیولپمنٹ آؤٹ لک رپورٹ جاری کردی جس میں پاکستان کے لیے رواں مالی سال معاشی شرح نمو اور مہنگائی کے تخمینوں میں تبدیلی نہیں کی گئی۔ اے ڈی بی نے رواں مالی سال پاکستان کی معاشی شرح نمو کا تخمینہ 3 فیصد برقرار رکھا ہے جبکہ وفاقی حکومت نے رواں مالی سال کے لیے معاشی شرح نمو کا ہدف 4.2 فیصد مقرر کیا ہے۔ اے ڈی بی نے رواں مالی سال کے لیے اوسط مہنگائی کا تخمینہ 5.8 فیصد پر برقرار رکھا ہے جبکہ وفاقی حکومت نے رواں مالی سال کے لیے اوسط مہنگائی کا ہدف 7.5 فیصد رکھا ہے۔ اس سے قبل ایشیائی ترقیاتی بینک نے اپریل 2025 میں آؤٹ لک رپورٹ جاری کی تھی جس میں رواں مالی سال کے لیے پاکستان کی معاشی شرح نمو 3 فیصد اور مہنگائی کا تخمینہ 5 اعشاریہ 8 فیصد لگایا تھا جس کو اب تازہ رپورٹ میں برقرار رکھا گیا ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک نے اپنی تازہ رپورٹ میں ایشیا و پیسفک ممالک کے لیے معاشی شرح نمو کا تخمینہ رواں مالی سال 0.2 فیصد کمی سے 4.7 فیصد اور آئندہ مالی سال مزید کم ہوکر 4.6 فیصد لگایا ہے جس کی وجوہات میں امریکا کی جانب سے ٹیرف میں اضافے کے نتیجے میں برآمدات میں ممکنہ کمی، تجارتی غیر یقینی اور جیو پولیٹیکل ٹینشن سمیت دیگر عوامل کو قرار دیا گیا ہے۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

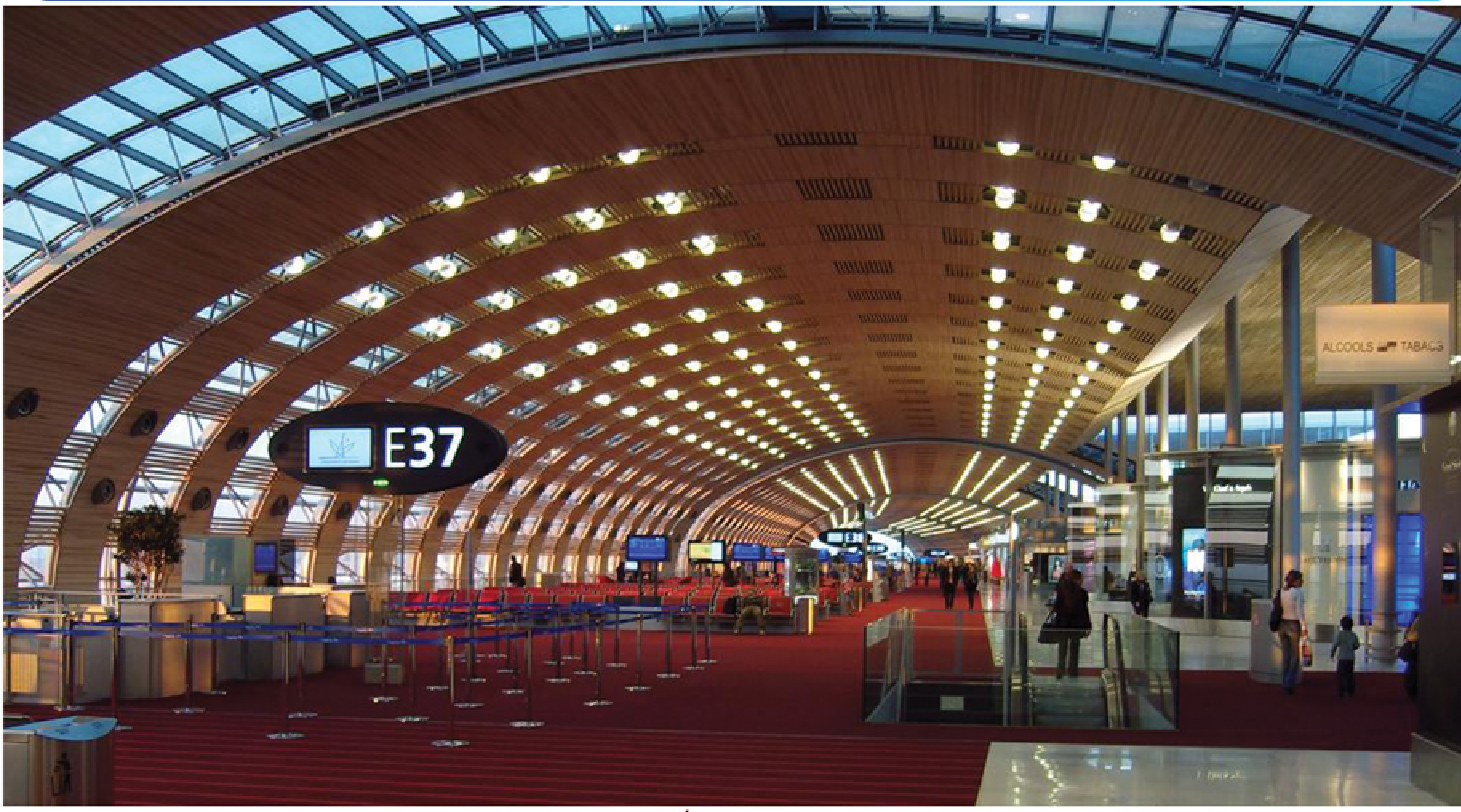

چین سے پرتگال، پیرس کی خوشبو کے سنگ

نئے جہاں کی تلاش

ارم زہرا (وینزو، چین)

جولائی کی ایک روشن صبح تھی۔ چین کے شہر وینزو کی گلیاں دھوپ سے بھری تھیں اور درختوں کے سائے فرشِ زمین پر نقش بناتے جا رہے تھے۔ گرمی کے باوجود فضا میں ایک خنکی سی تھی شاید جدائی کی، شاید واپسی کی خوشبو لیے ہوئے۔

ہسبینڈ میرے ساتھ تھے۔ ہاتھ میں ہماری ٹکٹیں تھیں، اور چہروں پر وہی دلکش سی مسکراہٹ جو اکثر پردیس سے واپسی کی راہوں پر کھلتی ہے۔ ہم چین میں کئی برس سے مقیم ہیں۔ یہ دیار بھی اپنا لگنے لگا ہے، مگر وطنِ دوم پرتگال کی مٹی کچھ اور ہی بات ہے۔ اور جب آپ اُس گھر کی طرف پلٹ رہے ہوں جو آپ نے اپنی محنت سے بسایا ہو، تو ہر فلائٹ خوابوں کی سیڑھی بن جاتی ہے۔

ہم وینزو ایئرپورٹ پر وقت سے کچھ پہلے پہنچے۔ وہاں کے عملے کی چینی زبان میں چلتی گفتگو، اعلان کی آوازیں، سامان کھینچنے کی چرچراہٹ۔ سب مل کر ایک ایسی موسیقی بنا رہی تھیں جو صرف سفر کے آغاز پر سنائی دیتی ہے۔ میں نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں اور خود کو جہاز کی کھڑکی کے سامنے بیٹھا ہوا تصور کیا۔ آسمان، بادل، اور نیچے چھوٹتا ہوا چین۔

وینزو سے شنگھائی کی ڈومیسٹک پرواز ایئر چائنا کی تھی۔ اندر داخل ہوئے تو ایک ہلکی سی ٹھنڈک نے استقبال کیا۔ جہاز کا ماحول خاموش تھا، ایک سنجیدہ وقار لیے ہوئے۔ میزبانوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تربیت یافتہ تھیں، مگر نگاہوں میں کچھ اجنبیت تھی۔ شاید ہماری زبان ان کی فہم سے دور تھی، یا شاید ان کی دھڑکنیں ہم سے مختلف تھیں۔

میں نے کھڑکی کے ساتھ سیٹ لی اور ہسبینڈ جی میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ کھڑکی سے باہر بادلوں کا سیلاب تھا، جو سورج کی روشنی میں سنہری دکھائی دیتا تھا۔ جیسے کسی مصور نے سفید کینوس پر شہد کے قطرے ٹپکائے ہوں۔

کھانے میں چینی ذائقوں کی چھاپ تھی، جس سے میں کبھی مانوس نہ ہو سکی۔ میں نے صرف پھلوں پر اکتفا کیا، اور ہسبینڈ جی نے بھی منہ بناتے ہوئے بریڈ کا پیس اٹھا لیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، اور خاموشی میں جو باتیں ہوئیں، وہ شاید ہزار الفاظ سے زیادہ تھیں۔

پرواز مختصر تھی، محض ایک گھنٹہ بیس منٹ کی۔

مگر اس مختصر وقت میں دل و دماغ میں نہ جانے کتنی سوچیں گردش کرتی رہیں۔ کبھی وینزو کی گلیاں یاد آئیں، کبھی شنگھائی کا عکس ذہن میں ابھرا۔ ایک جدید شہر، روشنیوں کا سمندر...... ٹیکنالوجی کا مرکز، جہاں ہر طرف جیسے زندگی کی تیز رفتاری اور مستقبل کے خواب بکھرے ہوئے ہوں.

جہاز جیسے ہی شنگھائی کی فضاؤں میں نیچے اترنے لگا، زمین کے خدوخال واضح ہونے لگے۔ اونچی عمارتیں، لمبی سڑکیں، اور مشینی رفتار میں چلتی زندگی, یہ چین کا وہ چہرہ تھا جسے دنیا ترقی کی علامت سمجھتی ہے۔

شنگھائی پہنچنے میں شاید وقت کم لگا ہو، مگر جو وقت دل نے اس پورے سفر میں محسوس کیا، وہ کہیں زیادہ تھا۔

شنگھائی کا ایئرپورٹ ایک پوری دنیا تھا بلند شیشے، لمبی راہداریاں، اور قدموں کی مسلسل چاپ۔ لیکن سب کچھ اتنا منظم، اتنا ترتیب یافتہ تھا کہ کہیں سے بھی انسانی جذبات کا شور سنائی نہیں دیتا تھا۔ وہاں کے ہر کونے میں ٹیکنالوجی بولتی تھی۔

ہماری اگلی پرواز ایئر فرانس سے تھی، پیرس کے لیے۔ ٹرانزٹ میں کئی گھنٹے تھے، اور ہم نے ایک کونے میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرتے ہوئے وقت گزارا۔ کافی پی، اور آس پاس کے مسافروں کو دیکھا۔ ہر چہرہ ایک الگ کہانی تھا, شاید کوئی محبوب سے ملنے جا رہا تھا، شاید کوئی اپنے وطن لوٹ رہا تھا۔ ان کہانیوں کی خوشبو مجھے ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔

جب ہم ایئر فرانس کے جہاز میں سوار ہوئے تو اندر کی فضا ہی الگ تھی۔ روشنی مدھم، نشستیں کشادہ، اور میزبانوں کے چہروں پر وہی مخصوص یورپی نفاست۔ ''Bonjour'Madame,' کسی نے کہا، اور مجھے لگا جیسے پیرس کی سڑکوں سے کوئی ہوائیں خوشبو بن کر میرے کانوں سے ٹکرائیں۔

ایئر فرانس کی فلائٹ خواب جیسی تھی۔ جیسے کوئی شام کی کہانی ہو، جس میں آسمان، بادل اور سمندر ایک ساتھ رنگ بھرتے ہوں۔ میں نے کھانے میں چیز، بریڈ اور ایک شاندار چاکلیٹ موس لیا۔ ہسبینڈ جی نے شرارت سے کہا، ''بس اب تم کھانے پر شاعری مت کرنے لگنا!

میں نے کہا، ''شاید کبھی لفظ بھی کسی ذائقے سے پیدا ہوئے ہوں۔''

فضا میں وہی مخصوص سکون تھا جو صرف طویل پروازوں میں ہوتا ہے۔ کسی ناول کی مانند، ہر لمحہ اگلے صفحے کی طرف لے جا رہا تھا۔ کبھی میں کھڑکی سے باہر دیکھتی، کبھی مسافروں کو جو سونے کی کوششوں میں تھے یا اسکرین پر پسندیدہ مووی تلاش کرنے میں مگن۔۔۔

یہ ایک ایسا سفر تھا جو لگ بھگ بارہ گھنٹے بادلوں کے سنگ طے ہوا، اور ہر لمحہ ہمیں ایشیا سے یورپ کے خواب دکھاتا رہا, یہ سفر ہر سال ہی ہوتا ہے مگر ہر سفر نئے تجربے دے جاتا ہے.

پیرس کا ایئرپورٹ Charles de Gaulle کسی ہوائی اڈے سے زیادہ ایک خواب کی مانند ہے، جس میں داخل ہوتے ہی وقت اپنا مفہوم کھو دیتا ہے۔ جب ہماری ایئر فرانس کی پرواز شنگھائی سے اترنے کو تھی، تو میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا بادل چھٹ چکے تھے اور نیچے ایک عجیب سی دھند پھیلی تھی۔ جیسے زمین نے اپنے سینے پر خوابوں کی چادر اوڑھ رکھی ہو۔

جہاز کے پہیے جیسے ہی زمین سے ٹکرائے، میرے دل میں ایک لہر سی دوڑ گئی پیرس! دنیا کی وہ سرزمین، جہاں

Over 175K Followers on social media now shining in print too

خوشبو،فن،اور محبت ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔

امیگریشن سے نکل کر ہم جب ایئرپورٹ کے مرکزی حصے میں داخل ہوئے، تو پہلی چیز جو ہمارے حواس پر چھا گئی، وہ خوشبو تھی۔ مدھم مہنگی، تہذیب یافتہ خوشبو۔ ایک ایسی مہک جس میں یاسمین کے پھول، چمبیلی کے سائے، ونیلا کی مٹھاس اور سینڈل ووڈ کی گہرائی یکجا تھی۔

ایئرپورٹ کی دیواروں پر بلند و بالا بوتیکس کی قطاریں تھیں Chanel ،Dior ،Guerlain ،Hermès ہر برانڈ کا اسٹور ایک الگ دنیا تھی۔ ہم وقت گزارنے کے لیے ایک پرفیوم شاپ میں داخل ہوئے۔ اندر داخل ہوتے ہی جیسے کسی مشامِ جاں نے جنت کو چھو لیا ہو۔

میں نے ایک بوتل اٹھائی No 5. Chanel وہی خوشبو جسے کبھی کوکو شانل نے ''عورت کی خوشبو، جو عورت کی خوشبو کی مانند نہ ہو'' کہا تھا۔

دوسری طرف Dior کی Miss Dior کی بوتل نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ اس میں ایک نرم سا، رومانوی سا احساس تھا، جیسے کسی خط کا پہلا لفظ۔ میں نے تھوڑا سا کلائی پر چھڑکا، اور آنکھیں بند کر کے سانس لی اور پھر میں پیرس کی کسی دوپہر میں Seine کے کنارے بیٹھ کر کتاب پڑھتی خود کو محسوس کرنے لگی۔

ایئرپورٹ کا آرکیٹیکچر بھی کچھ کم نہ تھا۔ شیشے کی بلند دیواریں، جن سے دھوپ چھن چھن کر اندر آتی، سفید فرش، اور آہستہ آہستہ چلنے والے لوگوں کا ایک مہذب، پُرسکون ہجوم۔ وہاں کوئی جلدی میں نہیں لگتا۔ سب کچھ ایک ادبی نظم کی مانند، قرینے سے، دھیرے دھیرے چلتا ہے۔

چارلس ڈی گال پر کھڑے ہو کر یوں لگتا ہے جیسے آپ صرف ایک شہر میں نہیں، ایک ثقافت میں داخل ہو گئے ہوں۔ یہاں ہر چیز کا انداز مختلف ہے۔ چائے کا کپ پکڑنے کا، مسکرا کر راستہ دینے کا، اور حتیٰ کہ خاموشی سے بیٹھنے کا بھی۔

ہم نے وہاں کچھ وقت لاؤنج میں گزارا۔ ہسبینڈ جی دو کپ کافی لائے اور میں نے ایک فرانسیسی میکرون چکھا۔ وہ چھوٹا سا کیک میرے دل میں اتر گیا شاید اس لیے کہ اُس وقت میری خوشی اس سے بڑی نہ تھی۔

پیرس کے ایئرپورٹ پر لوگوں کے چہرے الگ الگ زبانوں میں بول رہے تھے۔ ایک ماں بچے کو چپ کرا رہی تھی، ایک جوان لڑکی اپنے فون پر کسی سے مسکرا کر بات کر رہی تھی، اور میں... میں اپنی ذات کی پرتیں الٹ رہی تھی۔ ایک شیشے کی دیوار کے ساتھ، ٹیک لگا کر جہاں سے رن وے صاف دکھائی دیتا تھا۔ طیارے آتے جاتے، اور میں سوچتی، ''کاش وقت کو بھی اسی طرح رن وے پر بٹھا کر روک لیا جا سکتا۔''

ہماری اگلی فلائٹ میں ابھی کچھ گھنٹے باقی تھے، مگر ان لمحوں میں جو سکون تھا، وہ کسی لمبی چھٹی، کسی کامیابی، کسی گھر کی واپسی سے کم نہ تھا۔ پیرس نے، اپنے اس ایئرپورٹ کے ذریعے، ہمیں وہ لمحے دیے جو فضاؤں میں نہیں، دل کی یادداشت میں اتر گئے۔

جب ہم پیرس سے لسبن پرتگال کی پرواز میں سوار ہوئے تو سورج کنارے پر جھکنے لگا تھا۔ شام کا سنہرا رنگ جہاز کے پروں پر پھسل رہا تھا۔ ایئر فرانس کی یہ چھوٹی پرواز مختصر تھی، مگر اس میں ایک الگ ہی دلکشی تھی۔

لسبن کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ نیچے بادلوں کے نیچے نیلاہٹ دکھائی دے رہی تھی۔ بحرِ اوقیانوس۔ میں نے دھیرے سے کہا، ''ہم آ رہے ہیں، لسبن۔''

وہ ''تھوڑا سا'' لمحہ، ایک زندگی سا لگا۔ جیسے آپ برسوں سے جسے یاد کر رہے ہوں، وہ چند منٹوں کی دوری پر ہو۔

جہاز نے جیسے ہی لسبن کے اوپر چکر کاٹا، میں نے نیچے اپنے شہرِ ثانی کی گلیاں دیکھیں سانتا ماریا کی چھتیں، الفامہ کی پیچ در پیچ گلیاں، اور میرے خوابوں کا کنارہ۔ ہمارا گھر، جو کئی برسوں کے پسینے، محبت اور دعاؤں کا مجموعہ ہے، اب ہم سے زیادہ دور نہ تھا۔

ایئرپورٹ پر اترتے ہی ہوا کی مہک بدل گئی۔ یہ چین کی مہک نہ تھی، نہ پیرس کی خوشبو۔ یہ پرتگال تھا۔ نرم، آشنا، اپنائیت سے لبریز۔ ہم نے سامان لیا، اور ایگزٹ دروازے سے باہر نکلے تو سورج ہماری طرف مسکراتا ہوا لگا۔ ہسبینڈ جی نے کہا۔ گھر قریب ہے۔'' اور میں نے کہا، ''نہیں، ہم پہلے ہی گھر پہنچ چکے ہیں۔''

لسبن کی روشن صبح، کچھ نیند سے بوجھل اور کچھ خوشیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہم نے شہر کے نواح میں ایک چھوٹا سا ہوٹل لیا تھا، صرف ایک رات کے لیے۔ اصل مقام تو وہ تھا جہاں دل نے کئی موسموں کی بارشیں سمیٹ رکھی تھیں۔ اویرو، جہاں ہمارا گھر ہے۔ وہی گھر جس کے کمرے ہماری دعاؤں کی خوشبو سے بھرے ہیں، اور جن کی کھڑکیاں پرتگالی سورج کی مخصوص سنہری روشنی کو جانے پہچانے زاویوں سے اندر لاتی ہیں۔

صبح کے نرم، ٹھنڈے جھونکوں میں ہم نے کھڑکی سے جھانکا۔ لش لش کرتی گلیاں، چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے مکانات اور دور سے آتی چرچ کی گھنٹیوں کی آواز گویا ہمیں کسی اور ہی دنیا میں لے گئی تھی۔ پرتگال کی صبح کچھ خاص ہوتی ہے، جیسے وقت سست روی سے چل رہا ہو اور زندگی ہر لمحے کو گہرائی سے محسوس کرنا چاہتی ہو۔

ہم نے طے کیا کہ اس خاص صبح کو ایک پرتگالی ناشتے سے مزید خاص بنایا جائے۔ گلی کے موڑ پر موجود ایک چھوٹے سے کیفے کا رُخ کیا، جہاں سے تازہ کافی کی خوشبو باہر تک آ رہی تھی۔ یہاں کی خاص کافی گلاؤ کہلاتی ہے۔ ایک ایسی کافی جو نہ زیادہ کڑوی ہے، نہ زیادہ ہلکی، بس اعتدال میں پکی ہوئی وہ گرم محبت جو جاگتے ہی دل کو چھو جائے۔

کافی کے ساتھ پیش کیا گیا ترادا۔ پرتگال کی ایک مخصوص بریڈ یا روٹی جو بظاہر سادہ نظر آتی ہے لیکن اس کی خوشبو، ساخت اور ذائقہ دل موہ لینے والا تھا۔ نرم، گرم اور ذرا سی مٹھاس لیے۔۔

لیکن ناشتے کا اصل جادو ناتا میں تھا۔ پرتگالی پیسٹری جو دنیا بھر میں مشہور ہے۔ سنہری کناروں والی یہ کریمی ٹارٹ ایک نازک فن پارے کی مانند تھی۔ باہر سے کُرکری، اندر سے نرم اور مٹھاس کا ایسا توازن کہ جیسے کسی نے محبت سے بنایا ہو۔

ایک چھوٹے سے میز پر بیٹھے ہم، سورج کی کرنوں میں نہاتے ہوئے گلاؤ، ترادا اور ناتا کے ساتھ پرتگال کو محسوس کر رہے تھے۔ یہ صرف ناشتہ نہیں تھا، بلکہ ایک ثقافت کا ذائقہ، ایک شہر کی صبح کا احوال اور ایک مسافر کے دل میں نقش ہوتی یاد تھی۔

ناشتے کے بعد ہماری لسبن کے تاریخی سانتا اپولونیا ریلوے اسٹیشن کی طرف روانگی ہوئی۔ سڑکوں پر سیاحوں کی چہل پہل تھی، مگر ہماری آنکھیں اور دل ایک الگ ہی مسافت کے مسافر تھے۔ اسٹیشن کی عمارت پرانی طرز کی ہے، مگر وقت کی گرد اسے اور بھی دلکش بنا دیتی ہے۔ جیسے کوئی بزرگ چہرہ جو عمر رسیدہ ہونے کے باوجود وقار سے لبریز ہو۔

ٹرین پلیٹ فارم پر کھڑی تھی، چمکتی ہوئی، جیسے ہمیں خوش آمدید کہنے آئی ہو۔ ہمارے ہاتھ میں ٹکٹیں تھیں، اور دل میں اویرو کی گلیوں کا نقشہ۔ ہسبینڈ جی اور میں نے اپنے، اپنے بیگ سنبھالے اور ریل کی جانب بڑھے۔

ریل روانہ ہوئی تو لسبن کی عمارتیں پیچھے ہٹنے لگیں۔ درخت، چرچ، کیفے، اور ساحل کی ایک جھلک سب جیسے ہمیں الوداع کہہ رہے تھے۔ میں کھڑکی سے ٹیک لگا کر باہر دیکھنے لگی۔ فریم در فریم بدلتے مناظر، کبھی سبز کھیت، کبھی اونچی پہاڑیاں، کبھی چھوٹے سے اسٹیشن جن پر کوئی بوڑھی خاتون اپنے کتے کے ساتھ کھڑی تھی۔

راستے میں کوئمبرا کا اسٹیشن آیا، جس کے نام سے ہمیشہ مجھے یونیورسٹیوں کی خاموش لائبریریاں یاد آتی ہیں۔ وقت جیسے تھما ہوا لگا۔ ہسبینڈ جی مجھے ہر اسٹیشن کے بارے میں تفصیل سے بتا رہے تھے۔

پرتگال کے دیہی علاقے کھڑکی سے باہر ایک شاعری کی صورت گزر رہے تھے۔ کہیں زیتون کے درختوں کی قطاریں، کہیں انگور کے باغات اور کہیں وہ چھوٹے چھوٹے گاؤں جن کی چھتوں پر سرخ ٹائلیں رکھی ہوتی ہیں، اور جن کے باہر سفید بلیاں دھوپ میں آنکھیں موندے بیٹھی ہوتی ہیں۔

آخری گھنٹے میں نے ہسبینڈ جی سے کہا۔ کیا آپ کو بھی لگتا ہے کہ ریل کی کھڑکی سے گزرتے مناظر دراصل وہ یادیں ہوتی ہیں جو ہم اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں؟

وہ مسکرا کر بولے،

نہیں، وہ یادیں ہوتی ہیں جو ہمارے لیے پہلے سے رکھی گئی ہوتی ہیں۔ ہم صرف وقت پر وہاں پہنچتے ہیں۔

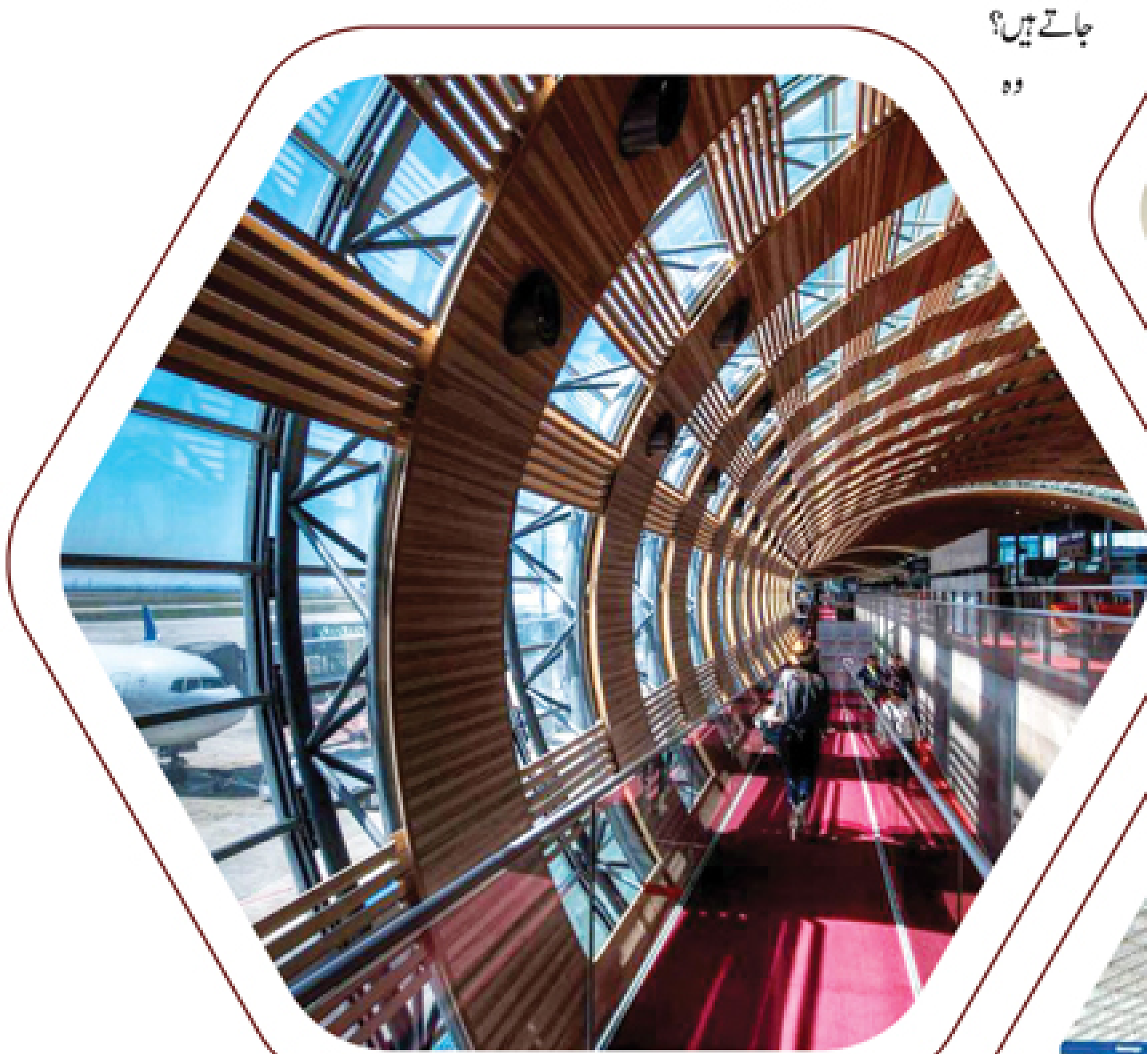

اور پھر وہ لمحہ آیا۔ ٹرین نے آہستہ ہونا شروع کیا، اور اویرو کا اسٹیشن آنکھوں کے سامنے نمودار ہوا۔ ایک چھوٹا سا، مگر دل کے جتنا بڑا اسٹیشن۔ سفید اور نیلے azulejos (روایتی پرتگالی ٹائلوں) سے سجا ہوا، جیسے کسی مصور کی خوابگاہ ہو۔

ہم نیچے اترے تو فضا میں سمندر کی نمی تھی، اور ہوا میں اپنائیت کی مہک۔ جیسے اویرو ہمیں گلے لگانے آیا ہو۔ طویل سفر کے بعد بالآخر وہ وقت آ گیا جب ہم اسٹیشن سے باہر کی طرف چلنے لگے۔ اپنے گھر کی جانب۔۔۔ میں نے دل میں سوچا

وینزو کی پرسکون شاموں سے روانگی، شنگھائی کی فضا سے گزرتی ہوئی، پیرس کے لمس کو چھوتی، پرتگال کی صبح میں جاگتی، اور آخرکار لسبن سے اویرو کی خاموش گلیوں میں اترتی یہ لگ بھگ اٹھائیس گھنٹوں پر مشتمل طویل پرواز، صرف سرحدوں کا سفر نہ تھی یہ لمحہ بہ لمحہ خود کو دریافت کرنے کا ایک خاموش، لیکن گہرا تجربہ تھا، جو دل میں ہمیشہ کے لیے ٹھہر گیا۔

چینی کی درآمد کے لیے ٹیکسز 18 سے کم کر کے 0.2 فیصد کرنے کا انکشاف

کنزیومر واچ نیوز

پارلیمنٹ کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (پی اے سی) میں چینی کی درآمد کے لیے ٹیکسز کو 18 فیصد سے کم کر کے 0.2 فیصد کرنے کا انکشاف ہوا ہے، پی اے سی نے شوگر ملز مالکان کی تفصیلات طلب کرتے ہوئے استفسار کیا ہے کہ بتایا جائے کس نے چینی برآمد کرنے کی اجازت دی، کس کس نے برآمد کی، یہ بھی بتایا جائے کہ کس کس ملک کو چینی برآمد کی گئی تھی۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا اجلاس جنید اکبر کی زیر صدارت منعقد ہوا، کمیٹی کو ملک چینی کی قیمتوں پر بریفنگ دی گئی۔ یاد رہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے گزشتہ ہفتے حکومتی فیصلے کی روشنی میں چینی کی درآمد پر ٹیکس چھوٹ کی منظوری پر ایف بی آر کے نوٹی فکیشن کا نوٹس لیتے ہوئے ایس آر او پر وضاحت کے لیے چیئرمین ایف بی آر کو آج طلب کیا تھا۔ چیئرمین ایف بی آر راشد محمود لنگڑیال نے آج پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش ہو کر انکشاف کیا کہ 5 لاکھ ٹن چینی کی درآمد کے لیے کابینہ کی ہدایت پر 4 قسم کے ٹیکسوں میں کمی کی گئی، مختلف ٹیکسز کو 18 فیصد سے کم کر کے 0.2 فیصد پر لایا گیا۔ سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی نے کمیٹی کو بتایا کہ گزشتہ روز پنجاب میں چینی کی ریٹیل پرائس 177، سندھ میں 180، خیبر پختونخوا میں 185 اور بلوچستان میں 183 فی کلو تھی۔ رکن کمیٹی معین پیرزادہ نے کہا کہ شوگر مافیا صوبائی حکومتوں کے بس میں نہیں ہے، کیا مراد علی شاہ یا مریم نواز کے پاس اس مافیا کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار ہے؟ شوگر ایڈوائزری بورڈ میں تمام مال بیچنے والے موجود ہیں لیکن صارفین کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔

کمیٹی نے استفسار کیا کہ بتایا جائے کس نے چینی برآمد کرنے کی اجازت دی اور کس کس نے برآمد کی، یہ بھی بتائیں کس کس ملک کو چینی برآمد کی گئی تھی۔ کمیٹی کو بریفنگ میں بتایا گیا کہ گزشتہ برس ساڑھے 7 لاکھ ٹن چینی برآمد کی گئی، سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی نے بتایا کہ 5 لاکھ میٹرک ٹن چینی درآمد کرنے کا فیصلہ ہوا تھا، اب 3 لاکھ ٹن درآمد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ چیئرمین کمیٹی نے کہا کہ آپ ہر فیصلہ آئی ایم ایف کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں، کیا چینی پیدا کرنے والے سرمایہ داروں کو تحفظ دینے کی اجازت بھی آئی ایم ایف سے لی ہے۔ سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی نے بتایا کہ رواں برس 58 لاکھ میٹرک ٹن چینی پیدا ہوئی جو کھپت کے برابر ہے، کمیٹی نے استفسار کیا کہ پہلے چینی برآمد اور بعد میں درآمد کرنے کا فیصلہ کس کا تھا۔ سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی نے بتایا کہ چینی برآمد اور درآمد کرنے کا فیصلہ وفاقی وزیر نے کیا تھا جس کی منظوری کابینہ نے دی، انہوں نے بتایا کہ اس وقت ملک بھر میں چینی کی ریٹیل پرائس 183 روپے ہے۔ رکن کمیٹی نوید قمر نے کہا کہ حکومت کو چینی کی قیمتوں میں مداخلت کرنے کے بجائے کارٹلز کو قابو کرنا چاہیے، مسابقتی کمیشن کیا کر رہا ہے؟ ملک میں چینی اور کھاد کے سب سے بڑے کارٹلز ہیں، حکومتی مداخلت سے کارٹلز کو فائدہ ہوتا ہے۔ سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی نے کمیٹی کو بتایا کہ سیزن کے آغاز میں 13 لاکھ ٹن چینی کا ذخیرہ موجود تھا، چینی برآمد کرنے کی اجازت کاشتکاروں کو تحفظ دینے کے لیے دی گئی تھی۔ سیکریٹری فوڈ سیکیورٹی کے ریمارکس پر کمیٹی کے ارکان نے تشویش کا اظہار کیا۔ چیئرمین پی اے سی جنید اکبر نے کہا کہ چند شوگر ملز مالکان کو ارب پتی بنانے کے لیے پہلے چینی برآمد کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ پی اے سی نے چینی کا معاملہ آئندہ ہفتے تک موخر کر دیا۔ واضح رہے کہ وفاقی کابینہ نے شوگر ملز مالکان کی جانب سے 21 نومبر 2024 سے پیداوار شروع کرنے کی شرط پر مزید 5 لاکھ میٹرک ٹن چینی برآمد کرنے کی منظوری دی تھی۔ بعدازاں ملک بھر میں چینی کی قیمتوں میں اضافے کے بعد حکومت نے گزشتہ ماہ 5 لاکھ ٹن چینی درآمد کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاہم حکومت کو 50 ہزار ٹن چینی درآمد کرنے کے عالمی ٹینڈر پر کوئی بولی موصول نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے آڈٹ رپورٹ 24-2023 میں فنانس ڈویژن سے متعلق آڈٹ اعتراضات کا جائزہ لیا، فراڈ پر مبنی سرگرمیوں میں ملوث کمپنی کو قرضہ دینے کی وجہ سے 23 ارب روپے کے نقصان کا معاملہ بھی اجلاس بھی زیر غور آیا۔ آڈٹ حکام نے بتایا کہ نیشنل بینک نے ہیسکول پیٹرولیم لمیٹڈ کا معاشی تجزیہ کیے بغیر یہ قرضہ دیا، سینیٹر افنان اللہ نے فنانس ڈویژن کے حکام سے سوال کیا کہ آپ بتائیں 23 ارب روپے کہاں گئے، سید نوید قمر نے کہا کہ آپ کو ذمہ داروں کا تعین کرنا ہوگا۔

ایف آئی اے حکام نے بتایا کہ ایف آئی آر کے اندر 32 ملزمان کے نام تھے، اس میں کچھ بینکرز کا کردار بھی تھا، صدر نیشنل بینک نے بتایا کہ 2 ارب روپے ہمیں وصول ہو چکے ہیں، جنہوں نے جرم کیا وہ چھوٹ گئے جبکہ نیشنل بینک کے لوگ ایف آئی اے کے پاس ہیں۔

ایف آئی اے حکام نے عدالت کو بتایا کہ ہیسکول کے 12 میں سے 7 بندوں کا کوئی کردار نہیں تھا، 2 افراد کو عدالت نے چھوٹ دی جبکہ 5 افراد کا کیس ابھی ختم نہیں ہوا۔ پی اے سی نے معاملہ عدالت میں ہونے کی وجہ سے موخر کر دیا۔

پبلک سیکٹر کے ناکارہ جنریشن پلانٹس کی نیلامی

کا منصوبہ شدید مشکلات کا شکار

کنزیومر واچ رپورٹ

حکومت کا پبلک سیکٹر کے ناکارہ جنریشن پلانٹس کی نیلامی کا پرعزم منصوبہ شدید مشکلات کا شکار ہو چکا ہے، یہ منصوبہ جینکو ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ (جی ایچ سی ایل) کے تحت آپریشن اور مینٹیننس (او اینڈ ایم) کے اخراجات میں کمی کے لیے ترتیب دیا گیا تھا، حکام اسکریپ کو وزارت دفاع کے ماتحت واہ انڈسٹریز کے حوالے کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ذرائع کا کہنا ہے کہ نیلامی کے پہلے مرحلے (جو بظاہر فروخت کے لحاظ سے کامیاب نظر آتا تھا) کے تقریباً 4 ماہ گزرنے کے باوجود کوئی مالی وصولی نہیں ہو سکی، کیونکہ انتظامیہ بائنڈنگ معاہدے حاصل کرنے میں ناکام رہی، جب کہ دوسرا مرحلہ اپنی مقررہ بولی کی تاریخ پر بھی شروع نہیں ہو سکا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ بار بار کی ناکامیوں اور بعد کی نیلامیوں میں قابل اعتبار بولیوں کی عدم موجودگی سے تنگ آ کر لیفٹیننٹ جنرل ظفر اقبال کی سربراہی میں انرجی ٹاسک فورس نے رواں ماہ کے آغاز میں پالیسی میں بڑی تبدیلی کا فیصلہ کیا ہے، اور موجودہ ماہ کے اختتام تک تمام باقی پاور پلانٹس کو واہ انڈسٹریز کے حوالے کرنے کا حکومتی سطح پر معاہدہ (جی ٹو جی) کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ سال حکومت نے پرانے، فرسودہ اور ناکارہ سرکاری جینکو پاور پلانٹس کو بند کرنے اور ان کے پرانے مشینری و آلات (زمین کے علاوہ) کی نیلامی کھلی بین الاقوامی بولی کے ذریعے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ توانائی اصلاحات پر بنائی گئی ٹاسک فورس (جو نجی پاور پروڈیوسرز (آ?ئی پی پیز) سے الگ مذاکرات کر رہی تھی) نے جی ایچ سی ایل کی انتظامیہ کو نیلامی اور لین دین مکمل کرنے کے لیے 3 ماہ کی ڈیڈ لائن دی تھی۔ 18 مارچ کو پہلے مرحلے میں 9 پرانے پاور پلانٹس کو کھلی نیلامی میں رکھا گیا، صرف 7 پلانٹس کے لیے اہل بولیاں موصول ہوئیں، جن کی مجموعی رقم 9 ارب 5 کروڑ روپے تھی، جب کہ ریزرو قیمت 8 ارب روپے 7 کروڑ روپے مقرر کی گئی تھی۔

تاہم، کسی بھی بین الاقوامی بولی دہندہ نے اس عمل میں حصہ نہیں لیا، معاہدے کی شرائط کے مطابق، بولی کی رقم یا تو مکمل طور پر پیشگی ادا کی جاتی تھی، یا 3 ماہ کے دوران 4 اقساط میں ادائیگی ہونی تھی۔ 7 پلانٹس میں سے 6 کے ٹھیکے ایم/ایس درازہ بلڈرز کو دیے گئے، جب کہ 20 میگاواٹ ملتان کینٹ پلانٹ کا ٹھیکہ ایم/ایس ملک بشیر ٹریڈرز کو دیا گیا۔ 147 میگاواٹ کوٹری پاور پلانٹ پر جینکو-I (جے پی سی ایل) نے ایم/ایس درازہ کے ساتھ ایک ارب 88 کروڑ

روپے کا معاہدہ کیا، جنہوں نے مطلوبہ 10 فیصد پرفارمنس گارنٹی تو جمع کرا دی، مگر اس کے بعد کوئی ادائیگی نہیں کی گئی، حیرت انگیز طور پر جینکو-I کی اعلیٰ انتظامیہ نے نہ تو تاخیر کے نوٹس جاری کیے اور نہ ہی سود نافذ کیا، حالانکہ معاہدے میں یہ واضح تھا۔ جینکو-II (سی پی جی سی ایل) نے 50 میگاواٹ سکھر پلانٹ کے لیے ایم/ایس درازہ کو 9 کروڑ 60 لاکھ روپے سے زائد کی بولی کی ضمانت معاہدے کو حتمی شکل دیے بغیر واپس کر دی۔ 57.2 میگاواٹ کوئٹہ پاور پلانٹ کے لیے دوسرے مرحلے میں 60 کروڑ روپے کی بولی ایم/ایس پرفیکٹ ٹیل کمپنی کی جانب سے دی گئی، لیکن مبینہ طور پر جینکو-II (سی پی جی سی ایل) اور جی ایچ سی ایل کی اعلیٰ قیادت کی خاموش حمایت سے ادائیگی میں مسلسل تاخیر ہو رہی ہے۔ جینکو-III (این پی جی سی ایل) میں بھی طریقہ کار کی خلاف ورزیاں رپورٹ ہوئی ہیں، جہاں کچھ اہم پلانٹس کے معاہدوں میں تاخیر پر اندرونی تحقیقات جاری ہیں، مثال کے طور پر 20 میگاواٹ ٹی پی ایس ملتان کینٹ پلانٹ کا معاہدہ جون 2025 میں ایم/ایس ملک بشیر ٹریڈرز کے ساتھ نیلامی کے 3 ماہ بعد کیا گیا، جس سے این پی جی سی ایل کے ارادے پر سوالات اٹھنے لگے۔ این پی جی ایس ملتان (260 میگاواٹ) اور جی ٹی پی ایس شاہدرہ (85 میگاواٹ) کے معاہدے، جو کہ ایم/ایس درازہ کو دیے گئے تھے، اب جا کر دستخط ہو رہے ہیں، ان میں ساڑھے 3 ماہ سے زائد کی تاخیر ہوئی، جی ٹی پی ایس فیصل آباد (247 میگاواٹ) کا معاہدہ تاحال دستخط شدہ نہیں، اور قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں کہ اس میں سود کے فوائد شامل ہیں۔ دوسری طرف جینکو-IV (ایل پی جی سی ایل) نے مئی 2025 میں 2 ارب 13 کروڑ 30 لاکھ روپے کا معاہدہ ایم/ایس درازہ کے ساتھ لاکھڑا پاور پلانٹ کے لیے کیا تھا، اگرچہ پہلی قسط بروقت ادا کی گئی تاہم اس کی دوسری قسط 18 دن کی تاخیر سے جمع کرائی گئی۔

سرکاری اداروں کے لیے حکومتی مالی امداد

کارکردگی سے مشروط کرنے کی تیاریاں

کنزیومر واچ رپورٹ

حکومت تمام سرکاری اداروں کے لیے حکومتی مالی امداد کارکردگی سے مشروط کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے جس کے لیے وفاقی وزارت خزانہ نے پرفارمنس سے منسلک فنڈنگ کا نیا ماڈل تجویز کر دیا۔ ڈان نیوز کے مطابق حکومتی وزارت خزانہ سے جاری ہونے والے دستاویز میں بتایا گیا ہے کہ مجوزہ ماڈل کے تحت سرکاری اداروں کو فنڈنگ کے لیے مخصوص اہداف پورا کرنا ہوں گے، مالی امداد اس وقت تک نہیں دی جائیگی جب تک ادارے مخصوص اہداف پورا نہ کریں۔ دستاویز میں مزید بتایا گیا کہ نتائج سے مشروط فنڈنگ کا مقصد مالیاتی نظم و ضبط کو فروغ دینا ہے اور آپریشنل کارکردگی بہتر کرنے کے علاوہ اداروں کو مالی نقصان سے ہٹا کر ویلیو کریشن کی جانب لانا ہے۔ سرکاری دستاویز کے مطابق اہداف کو حاصل کرنے میں ناکامی پر مالی معاونت میں کمی کی جائے گی، فنڈنگ کا نیا ماڈل ایک طویل المدتی حکمت عملی ہے جو ریاست کو مالی سرپرست سے نکال کر ایک نتیجہ خیزی میں بدلنے کی کوشش ہے۔ مزید کہا گیا کہ اس اقدام کا مقصد یہ ہے کہ سرکاری پیسے کا ہر روپیہ ملک کی ترقی میں استعمال ہو، یہ ایک واضح پیغام دیتا ہے کہ سرکاری اداروں کے لیے اب صرف بقا کافی نہیں، اداروں کو اپنے وسائل کا مؤثر استعمال اور بہتر نتائج دکھانے ہوں گے۔ وزارت خزانہ کے دستاویز میں مزید کہا گیا کہ ٹیکس دہندگان کے پیسے کو زیادہ بہتر مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکے گا، سرکاری اداروں کو مسلسل مالی امداد نے نااہلی، مالی خود اطمینانی کو جنم دیا۔ دستاویز میں کہا گیا کہ بار بار مالی معاونت جو اکثر بغیر کسی لازمی کارکردگی کے اہداف کے دی جاتی ہے، ادارے اس امید پر چلتے ہیں کہ حکومت کسی بھی صورت ان کو سہارا دے گی۔ مزید کہا گیا کہ ریاستی اداروں کی اس غیر مشروط مدد نے قومی وسائل کا ضیاع کیا ہے، اس کے نتیجے میں جدت، لاگت میں کمی، اسٹریٹجک اصلاحات کی حوصلہ شکنی بھی ہوئی۔ دستاویز میں کہا گیا کہ ادارے جو اصل میں معیشت کی ترقی کا ذریعہ بننے چاہیں تھے، مالی بوجھ بن چکے، ریاستی ادارے ہر سال قومی بجٹ پر اثر ڈالتے ہیں۔ وزارت خزانہ کی جانب سے مزید کہا گیا کہ ریاستی اداروں کا معیشت یا عوامی خدمات میں کردار نہ ہونے کے برابر ہے، حکومت بار بار خسارے والے اداروں کو سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ دستاویز میں کہا گیا کہ یہ سرمایہ کاری عام طور پر کسی واضح پرفارمنس روڈ میپ کے بغیر دی جاتی ہے، جس کا نتیجہ آپریشنل جمود، ناقص حکمرانی، اہداف کی غلط ترجیحات کی صورت میں نکلتا ہے۔ مزید کہا گیا کہ جب سرمایہ کاری دستیابی نتیجے سے آزاد ہو تو مالیاتی نظم و ضبط کمزور ہو جاتا ہے۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

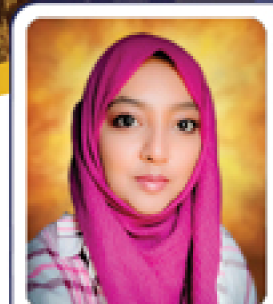

جہانِ امریکا

حمیرا گل تشنہ

لورے غار، ورجینیا: زمین کے اندر چھپی ایک جادوئی دنیا

میاں جی کی چھٹیاں ہوں اور ہماری آوارہ طبیعت گھر بیٹھنے کا سوچے یہ ناممکنات میں سے ہے۔ اس بار ہم نے امریکا کے شہر ورجینیا میں قدرت کا حسین شاہکار ''لورے کیوریز'' دیکھنے کا ارادہ کیا۔ لورے غار (Luray Caverns) ورجینیا، امریکہ کے سب سے مشہور اور خوبصورت غاروں میں سے ایک ہے۔ اک ایسا غار جس کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ اس جگہ کے بارے میں ہمارے میاں جی کو کچھ خاص معلوم نہیں تھا۔ (ہم نے میاں جی کے کان میں سرگوشی کی بس تیار ہو جاؤ حیران ہونے کے لیے)۔ غار میں داخلے سے پہلے ایک طویل نیچے کو جاتی ڈھلان کا حصہ چل کر طے کرنا پڑا۔ اندر جانے کے بعد ایک بڑا دروازہ عبور کر کے ہم غار کے اندر داخل ہوئے۔ یہ غار اپنے منفرد چٹانی ساخت، قدرتی ستونوں، اور شفاف پانی کے تالابوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہ سیاحوں کے لیے ایک دلچسپ مقام ہے جہاں قدرت کے عجائبات کو قریب سے دیکھا جا سکتا ہے۔ لورے غار کا دریافت ہونا ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ اسے 18 اگست 1878ء میں پانچ مقامی افراد نے دریافت کیا، جن میں اینڈریو کیمپبل، ولیم کیمپبل، اور بینٹن اسٹیبز شامل تھے۔ یہ لوگ ایک چھوٹے سے غار کے منہ پر پہنچے، جس کے اندر سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔ جب انہوں نے اس جگہ کو کھودا، تو انہیں ایک وسیع اور حیرت انگیز غار کا نظام نظر آیا۔ کچھ ہی عرصے بعد، اس غار کو سیاحوں کے لیے کھول دیا گیا۔ 20ویں صدی میں یہ غار ورجینیا کی سب سے اہم سیاحتی جگہوں میں سے ایک بن گیا۔ آج بھی یہ غار اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے اور ہر سال لاکھوں سیاح اسے دیکھنے آتے ہیں۔

لورے غار ورجینیا کے شہر لورے میں واقع ہے، جو واشنگٹن ڈی سی سے تقریباً 90 میل مغرب میں ہے۔ یہ غار زمین کے اندر تقریباً 4 مربع میل کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے، لیکن سیاحوں کے لیے صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہی قابلِ دید ہے۔ غار کی دیواریں چونے کے پتھر (Limestone) سے بنی ہیں، جو لاکھوں سال پہلے سمندری فرش کا حصہ تھیں۔ بارش کے پانی نے اس پتھر کو آہستہ آہستہ کاٹ کر غار کی موجودہ شکل دی۔ غار کے اندر مختلف قسم کے استالاکٹائٹس (Stalactites) اور استالاگمائٹس (Stalagmites) ہیں، جو چھت سے لٹکتی ہوئی یا زمین سے اُگتی ہوئی چٹانی تشکیلات ہیں۔ کئی جگہوں پر یہ ایک دوسرے سے مل کر کالموں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔

یہ غار کا سب سے مشہور تالاب ہے، جس کا پانی انتہائی صاف اور شفاف ہے۔ پانی کی سطح پر چٹانوں کے عکس انتہائی خوبصورت نظر آتے ہیں، جو اس جگہ کو ایک خواب ناک منظر دیتے ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا قدرتی آرگن ہے، جو غار کی چٹانوں کو موسیقی کے آلے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسے 1954 میں لیلینڈ ڈبلیو اسپرنکل نے بنایا تھا۔ جب یہ آرگن بجتا ہے، تو پورا غار موسیقی سے گونج اٹھتا ہے۔

یہ ایک بہت بڑا کالم ہے جو استالاکٹائٹس اور استالاگمائٹس کے ملنے سے بنا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 40 فٹ ہے، اور یہ غار کی سب سے متاثر کن تشکیلات میں سے ایک ہے۔ یہ غار کا ایک وسیع راستہ ہے جہاں بڑی تعداد میں چٹانی تشکیلات موجود ہیں۔ یہ جگہ سیاحوں کو قدیم زمانے کی کسی گمشدہ تہذیب کی یاد دلاتی ہے۔ لورے غار سال بھر کھلا رہتا ہے، سوائے کسی خاص واقعے یا موسمی خرابی کے۔ یہاں داخلے کے لیے ٹکٹ لینا پڑتا ہے، جس کی قیمت بالغوں اور بچوں کے لیے مختلف ہو سکتی ہے۔ غار کے اندر رہنمائی کے لیے گائیڈز موجود ہوتے ہیں جو ہر دلچسپ چیز کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہیں۔ اگرچہ غار کا درجہ حرارت سال بھر تقریباً 12 ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے، لیکن موسمِ گرما میں یہاں کا دورہ زیادہ آرام دہ ہوتا ہے۔ سردیوں میں باہر کا موسم ٹھنڈا ہوتا ہے، لیکن غار کے اندر کا درجہ حرارت مستقل رہتا ہے۔

لورے غار نہ صرف سیاحوں کے لیے دلچسپی کا مرکز ہے، بلکہ سائنسدانوں کے لیے بھی ایک اہم مطالعہ گاہ ہے۔ یہاں کی چٹانیں لاکھوں سال پرانی ہیں، جو زمین کی ارضیاتی تاریخ کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتی ہیں۔ ماہرین ارضیات یہاں تحقیق کرتے ہیں کہ یہ غار کیسے بنے اور وقت کے ساتھ ان میں کیا تبدیلیاں آئیں۔ لورے غار ایک نازک ماحولیاتی نظام ہے، جسے محفوظ رکھنے کے لیے خاص اقدامات کیے جاتے ہیں۔ سیاحوں کو غار کے اندر کچھ بھی چھونے یا کوڑا کرکٹ پھینکنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ، غار کے اندر نمی اور درجہ حرارت کو کنٹرول میں رکھا جاتا ہے تاکہ چٹانی تشکیلات کو نقصان نہ پہنچے۔

حسنِ فطرت تھا محبت نے سجایا جس کو
دیکھ کے غار کو سونے کا گماں ہوتا ہے۔

ہم لوگوں نے یہاں طویل وقت گزارا اور واپسی کی راہ لی۔ لورے غار قدرت کا ایک حیرت انگیز شاہکار ہے، جو لاکھوں سال کی ارضیاتی تاریخ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ نہ صرف امریکہ بلکہ پوری دنیا کے سیاحوں کے لیے ایک دلچسپ مقام ہے۔ اگر آپ کبھی ورجینیا جائیں، تو لورے غار ضرور دیکھیں۔ یہ آپ کو زمین کے اندر چھپی ہوئی ایک جادوئی دنیا میں لے جائے گا۔

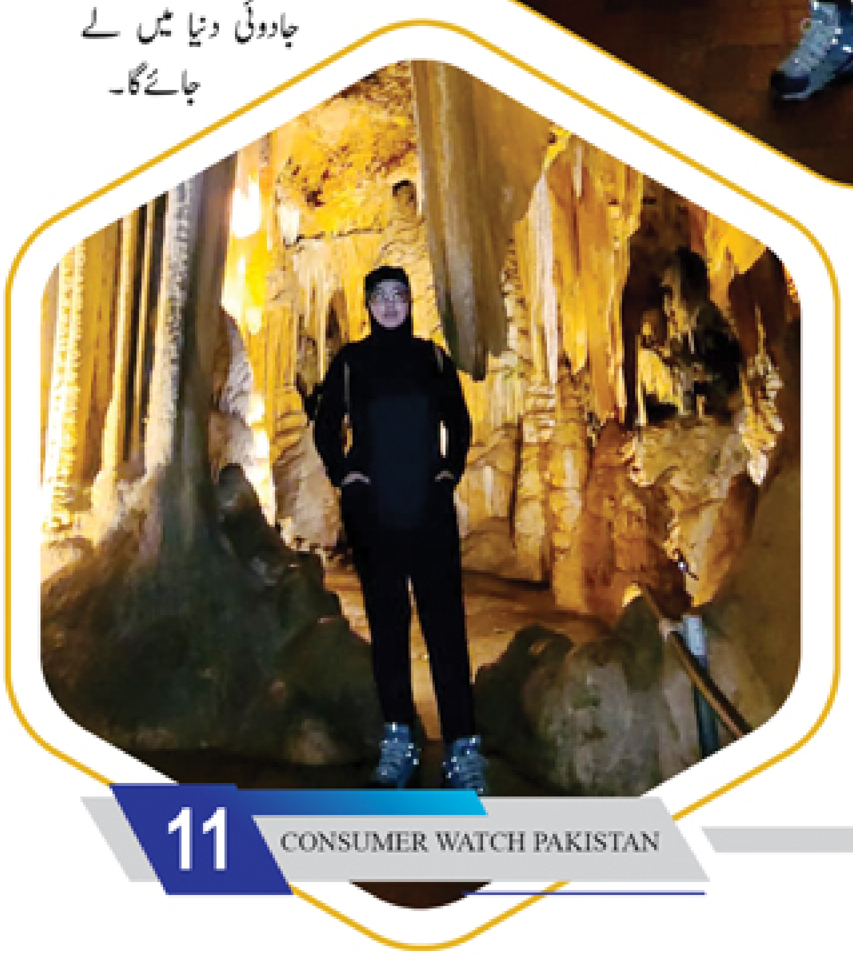

پاس ورڈ کی معمولی غلطی جس نے 158 سال پرانی کمپنی ڈبو دی

بی بی سی رپورٹ

158 سال پرانی کمپنی کو تباہ کرنے اور 700 لوگوں کو بے روزگار کرنے کے لیے ایک رینسم ویئر گینگ کو صرف ایک کمزور پاس ورڈ درکار تھا۔ نارتھمپٹن شائر کی ٹرانسپورٹ کمپنی ’کے این پی‘ ان ہزاروں برطانوی کاروباری اداروں میں سے ایک ہے جو اس طرح کے حملوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ حالیہ مہینوں میں ایم اینڈ ایس، کوآپریٹو اور ہیروڈز جیسے بڑے نام سائبر حملوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ کوآپریٹو کے چیف ایگزیکٹو نے گذشتہ ہفتے تصدیق کی تھی کہ اس کے تمام 65

کاروبار کو محفوظ بنانے کے لیے اقدامات کریں۔‘

ایک چھوٹی سی غلطی

سنہ 2023 میں کے این پی 500 لاریاں چلا رہی تھی۔ زیادہ تر اپنے ’نائٹس آف اولڈ‘ نامی برانڈ کے تحت تھیں۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ اس کا آئی ٹی کا شعبہ صنعت کے معیارات پر پورا اترتا ہے اور اس نے سائبر حملے کے خلاف انشورنس حاصل کی ہے۔ لیکن ہیکرز کا ایک گروہ، جسے اکیرا کے نام

کمپنی ڈوب گئی۔ نیشنل سائبر

ہے کہ بہت سارے حملہ آور موجود ہیں۔ اعداد و شمار حاصل کرنا مشکل ہے کیونکہ کمپنیاں حملوں یا تاوان ادا کرنے سے متعلق اطلاع دینے کی پابند نہیں ہیں۔ تاہم حکومت کے سائبر سکیورٹی سروے کے مطابق گذشتہ برس برطانیہ کے کاروباری اداروں پر 19 ہزار رینسم ویئر حملے ہوئے۔ صنعتی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں تاوان کی عام مانگ تقریباً 40 لاکھ پاؤنڈ ہے اور تقریباً ایک تہائی کمپنیاں ادائیگی کرتی ہیں۔ این سی ایس سی کے سی ای او رچرڈ ہارن کہتے ہیں کہ ’ہم نے گذشتہ چند سالوں میں مجرمانہ سائبر حملوں کی ایک لہر دیکھی ہے۔‘ وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ مجرم جیت رہے ہیں، لیکن ان کا کہنا ہے کہ ’کمپنیوں کو اپنی سائبر سکیورٹی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔‘ اگر روک تھام کارآمد نہیں ہوتی تو نیشنل کرائم ایجنسی (این سی اے) کے افسران کی ایک

لاکھ ارکان کا ڈیٹا چوری کرلیا گیا ہے۔ کے این پی کے معاملے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہیکرز کسی ملازم کے پاس ورڈ کا اندازہ لگا کر کمپیوٹر سسٹم میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے، جس کے بعد انھوں نے کمپنی کے ڈیٹا کو انکرپٹ کیا اور اس کے اندرونی سسٹم کو لاک کر دیا۔

کے این پی کے ڈائریکٹر پال ایبٹ کا کہنا ہے کہ انھوں نے اس ملازم کو یہ نہیں بتایا کہ ان کے پاس ورڈ کی کمزوری کی وجہ سے ممکنہ طور پر کمپنی تباہ ہوئی۔ وہ پوچھتے ہیں کہ ’کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ یہ آپ تھے؟‘ نیشنل سائبر سکیورٹی سینٹر (این

سے جانا جاتا ہے، سسٹم میں داخل ہوگیا جس کی وجہ سے عملہ کاروبار چلانے کے لیے درکار کسی بھی ڈیٹا تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہا۔ ہیکرز کا کہنا ہے کہ ڈیٹا واپس حاصل کرنے کا واحد طریقہ تاوان کی ادائیگی کرنا تھا۔ تاوان کے لیے پیغام میں درج تھا ’اگر آپ اسے پڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی کمپنی کا اندرونی انفراسٹرکچر مکمل یا جزوی طور پر رک چکا ہے۔۔۔ آیئے تمام آنسوؤں اور ناراضیوں کو ایک طرف رکھیں اور تعمیری مکالمے کی کوشش کریں۔ ہیکرز نے تاوان کی رقم نہیں بتائی لیکن رینسم ویئر مذاکرات کی ایک

سکیورٹی سینٹر (این سی ایس سی) کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد برطانیہ کو آن لائن رہنے اور کام کرنے کے لیے محفوظ ترین جگہ بنانا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ہر روز ایک بڑے حملے سے نمٹتا ہے۔ این سی ایس سی جی سی ایچ کیو کا حصہ ہے، جو ایم آئی فائیو اور ایم آئی سکس کے ساتھ برطانیہ کی تین اہم سکیورٹی سروسز میں سے ایک ہے۔ روزانہ کے حملوں سے نمٹنے والی این سی ایس سی ٹیم چلانے والے سیم (فرضی نام) کہتے ہیں کہ ہیکرز کچھ نیا نہیں کر رہے ہیں۔ وہ پنورامہ کو بتاتے ہیں کہ وہ صرف ایک کمزور لنک کی تلاش میں ہیں۔

انحصار ہے ہیں۔ ’این سی ایس سی کے کارندے انٹیلی جنس ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے حملوں کی نشاندہی کرنے اور ہیکرز کو کمپیوٹر سسٹم سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ تاوان کے سافٹ ویئر کر سکیں۔ جیک (فرضی نام) ایک حالیہ واقعے کے دوران نائٹ ڈیوٹی افسر تھے جب ہیکرز کا حملہ ناکام بنایا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ’جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیمانے کو آپ سمجھتے ہیں اور آپ نقصان کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سنسنی خیز ہوسکتا ہے، خاص طور پر اگر ہم کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن این سی ایس سی تحفظ کی صرف ایک پرت فراہم

سی ایس سی) کے سی ای او رچرڈ ہورن کہتے ہیں کہ ’ہماری تنظیموں کو چاہیے کہ وہ اپنے نظام کو اور اپنے

ماہر کمپنی نے اندازہ لگایا کہ یہ رقم پچاس لاکھ پاؤنڈ تک ہوسکتی ہے۔ بالآخر تمام ڈیٹا ضائع ہوگیا اور

’وہ مسلسل ایسی تنظیموں کی تلاش میں ہیں جن کو ان کے کسی برے دن میں نشانہ بنا کر ان کا فائدہ

کر سکتا ہے اور رینسم ویئر ایک بڑھتا ہوا اور منافع بخش جرم ہے۔ سیم کہتے ہیں ’مسئلے کا ایک جز تو یہ

دوسری ٹیم مجرموں کو پکڑنے کا کام کرتی ہے۔ این سی اے میں ایک ٹیم کی سربراہ سوزین گریمر کہتی

ہیں کہ ہیکنگ میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ یہ ایک منافع بخش جرم ہے۔ ان کے یونٹ نے ایم اینڈ ایس ہیک کا ابتدائی جائزہ لیا۔ گریمر کہتی ہیں کہ دو سال قبل جب سے انھوں نے اس یونٹ کا چارج سنبھالا ہے تب سے اب تک ہر ہفتے تقریبا 35-40 واقعات ہو چکے ہیں۔ وہ کہتی ہیں 'اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو میں پیش گوئی کرتی ہوں کہ یہ برطانیہ میں رینسم ویئر حملوں کا بدترین سال ہو گا۔ ہیکنگ آسان ہوتی جا رہی ہے اور کچھ حربوں میں کمپیوٹر بھی شامل نہیں، جیسے رسائی حاصل کرنے کے لیے آئی ٹی ہیلپ ڈیسک کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گریمر کہتی ہیں کہ 'اس سے ممکنہ حملوں کی راہ میں حائل رکاوٹیں کم ہو گئی ہیں اور یہ مجرم ایسے آلات اور خدمات تک رسائی حاصل کرنے کے زیادہ اہل ہو رہے ہیں جن کے لیے آپ کو کسی مخصوص تکنیکی مہارت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیکرز نے ایم اینڈ ایس کمپنی کے سسٹم میں گھس کر دھوکہ دہی کے ذریعے سسٹم میں اپنا راستہ بنایا۔ اس کی وجہ سے خریداروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا جب ترسیل میں تاخیر ہوئی۔ کچھ حصے خالی چھوڑ دیے گئے اور گاہکوں کا ڈیٹا بھی چوری ہو گیا۔

این سی اے کے ڈائریکٹر جنرل (تھریٹس) جیمز بیبج کا کہنا ہے کہ یہ نوجوان ہیکرز کی ایک خصوصیت ہے، جو اب 'شاید گیمنگ کے ذریعے سائبر کرائم میں داخل ہو رہے ہیں'۔

کیا ایسی صورت میں تاوان ادا کرنا چاہیے؟

'وہ پہچان رہے ہیں کہ ان کی مہارتوں کا استعمال ڈیسک کی مدد کرنے اور انھیں کمپنیوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔'

اندر داخل ہونے کے بعد ہیکرز ڈارک ویب پر خریدے گئے تاوان کے سافٹ ویئر کو ڈیٹا چوری کرنے اور کمپیوٹر سسٹم کو لاک کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

جیمز بیبج کا کہنا ہے کہ رینسم ویئر سائبر کرائم کا سب سے بڑا خطرہ ہے جس کا ہمیں سامنا ہے۔ 'یہ یہاں اور دنیا بھر میں اپنے آپ میں قومی سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔' دوسرے لوگ بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ دسمبر 2023 میں قومی سلامتی کی حکمت عملی سے متعلق پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی نے متنبہ کیا تھا کہ 'کسی بھی وقت تباہ کن رینسم ویئر حملے' کا بہت زیادہ خطرہ ہے۔ رواں سال کے اوائل میں نیشنل آڈٹ آفس نے ایک رپورٹ جاری کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ برطانیہ کے لیے خطرہ شدید ہے اور تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ این سی ایس سی کے رچرڈ ہورن کہتے ہیں کہ کمپنیوں کو 'اپنے تمام فیصلوں میں سائبر سکیورٹی کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔' جیمز بیبج کا کہنا ہے کہ وہ متاثرین کی جانب سے تاوان کی ادائیگی کی بھی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 'ہر متاثرہ کمپنی کو انتخاب کرنا ہو گا لیکن تاوان کی ادائیگی ہی اس جرم کو ہوا دیتی ہے۔' حکومت نے سرکاری اداروں پر تاوان کی ادائیگی پر پابندی عائد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ نجی کمپنیوں کو شاید اب تاوان کے حملوں کی اطلاع دینی پڑے اور ادائیگی کے لیے حکومت کی اجازت حاصل کرنی پڑ سکتی ہے۔ نارتھمپٹن شائر میں کے این پی کے پال ایبٹ اب دوسرے کاروباری اداروں کو سائبر خطرے کے بارے میں متنبہ کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ کمپنیوں کو یہ ثابت کرنا ہو گا کہ ان کے پاس جدید ترین آئی ٹی تحفظ ہے جو ایک طرح کا 'سائبر ایم او ٹی' ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ 'ایسے قوانین کی ضرورت ہے جو آپ کو مجرمانہ سرگرمیوں کے تئیں زیادہ مزاحمت کے قابل بنائیں۔' تاہم کے این پی کے انشورنس کمپنیوں کی طرف سے لائے گئے سائبر ماہر پال کیشمور کہتے ہیں کہ بہت سی کمپنیاں نہ صرف جرم کی اطلاع نہ دینے کا انتخاب کر رہی ہیں بلکہ وہ مجرموں کو ادائیگی بھی کر رہی ہیں۔ جب سب کچھ کھونے کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو کمپنیاں گینگز کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 'یہ منظم جرم ہے۔ میرے خیال میں مجرموں کو پکڑنے میں بہت کم پیش رفت ہوئی ہے۔

کنزیومر واچ رپورٹ

22 کھرب روپے سے زائد کی ٹیکس چوری کا انکشاف

حکومت نے گزشتہ دو مالی سالوں میں 'جعلی' اور 'فلائنگ' انوائسز کے ذریعے 22 کھرب روپے سے زائد مالیت کی ٹیکس چوری کا انکشاف کیا ہے، جو کمزور نفاذ کی وجہ سے عوامی رقوم کے بڑے پیمانے پر ہونے والے نقصان کو ظاہر کرتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و ریونیو کے سامنے بیان دیتے ہوئے فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) کے رکن حامد عتیق سرور نے کہا کہ گزشتہ سال 873 ارب روپے سے زائد کی جعلی اور فلائنگ انوائسز کا انکشاف ہوا ہے جو کہ ایک سال قبل 13 کھرب 70 ارب روپے تھا، جو دو سالوں میں مجموعی طور پر ساڑھے 22 کھرب روپے تک پہنچ گیا۔ انہوں نے فنانس بل 26-2025 کے تحت ٹیکس قوانین میں نرمی کے لیے کاروباری برادری کے مطالبات کے جواب میں کہا کہ 'یہ سسٹم کی جانب سے جمع کیے جانے والے کُل ٹیکس کا تقریباً ایک تہائی ہے'۔

حامد عتیق سرور نے کہا کہ اس طرح کی بڑے پیمانے پر محصولات کے نقصان کو جاری نہیں رہنے دیا جا سکتا، جبکہ وہ ٹیکس حکام جو اپنے اختیارات کا غلط استعمال کر رہے تھے، ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی یا صوبائی سطح پر کسی اور محکمے نے ایف بی آر کی طرح اپنی افرادی قوت کے خلاف تعزیری کارروائی نہیں کی۔ ان کا کہنا تھا کہ 1996 سے نافذ قانون کے تحت اگر کسی اسسٹنٹ کمشنر کے پاس یہ یقین کرنے کی وجوہات ہوں کہ ٹیکس چوری ہو رہی ہے، ریکارڈ میں چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے یا مشتبہ افراد بیرون ملک فرار ہو رہے ہیں تو گرفتاری کا تصور کیا گیا ہے، لیکن تازہ ترین فنانس بل نے تاجروں اور ٹیکس دہندگان کو ہراساں ہونے سے بچانے کے لیے متعدد تحفظات فراہم کیے ہیں۔ کمیٹی نے بجٹ 26-2025 میں متعدد بے ضابطگیوں پر وسیع بحث کی جس میں چیمبرز آف کامرس کے اراکین کی بریفنگ بھی شامل تھی، جس میں صرف شک کی بنیاد پر ایف بی آر کو گرفتاری کے اختیارات دینے والی شقوں پر خصوصی توجہ دی گئی۔

وزیر مملکت برائے خزانہ و محصولات بلال اظہر کیانی نے کہا کہ وزیراعظم نے چیمبرز کی شکایات کے ازالے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ مزید یہ کہ تاجر برادری کے مسائل کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینے کے لیے ایک جائزہ اور ازالے کی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی تھی۔ بلال اظہر کیانی نے کہا کہ تاجر برادری کے ساتھ تفصیلی بات چیت کے بعد چیمبرز کی طرف سے نمایاں کردہ خامیوں کو واضح کرنے کے لیے جلد ہی ایک سرکلر جاری کیا جائے گا۔ اجلاس کی صدارت کرنے والے سینیٹر سلیم مانڈوی والا اور دیگر اراکین نے وزیر مملکت سے اتفاق کیا کہ عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کی رضامندی سے فنانس بل کی منظوری کے صرف ایک ماہ بعد اس میں ترامیم کی کوشش کرنا اچھا نہیں ہو گا۔ ایف بی آر کے ایک اور رکن ڈاکٹر نجیب نے کہا کہ حکومت نے اتحادی شراکت داروں، ارکان پارلیمنٹ اور دیگر کی جانب سے مزاحمت کے بعد ٹیکس دہندگان کے اختیارات کو کم کر دیا تھا اور اس فنانس بل میں بہت فرق تھا جو پہلے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا تھا اور بعد میں پارلیمنٹ سے منظور کیا گیا تھا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ فنانس بل پر قومی اسمبلی اور سینیٹ کی قائمہ کمیٹیوں کے ساتھ ہونے والی وسیع بحث نے ان کے پاس معمول کی بے ضابطگی والی کمیٹیوں کے لیے تمام خدشات کو دور کرنے کے لیے کافی وقت نہیں چھوڑا، جس سے غلط فہمیوں کی کچھ گنجائش رہ گئی۔

تاہم ان کا کہنا تھا کہ 'خوف کے عنصر' کو غیر ضروری طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ 15 سالوں میں سافٹ ویئر کی برآمدات پر بحث کرتے ہوئے کمیٹی نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو سافٹ ویئر کی برآمدات میں فری لانسرز کے حصے کی واضح درجہ بندی کے ساتھ ڈیٹا جمع کرانے کی سفارش کی۔ کمیٹی نے آئی ٹی سروسز کی فہرست سے میعادی اور جریدوں کی سبسکرپشنز کو ہٹانے کی سفارش بھی کی۔

الیکٹرک بائیکس پر اربوں روپے سبسڈی دینے کا منصوبہ

بی بی سی رپورٹ

پاکستان میں سالانہ لگ بھگ 15 لاکھ بائیکس یعنی موٹر سائیکلیں فروخت ہوتی ہیں اور کئی برسوں سے اس صنعت پر ملک کی سب سے بڑی موٹر سائیکل بنانے والی کمپنی 'اٹلس ہنڈا' کی اجارہ داری قائم رہی ہے۔ مگر اب پاکستان میں الیکٹرک وہیکل پالیسی کا مسودہ پیش کیے جانے کے بعد ہنڈا نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے پہلی بار ملک میں رواں برس کے دوران الیکٹرک بائیکس متعارف کرانے کا اعلان کیا ہے۔ الیکٹرک وہیکل پالیسی میں الیکٹرک بائیکس، اسکوٹرز اور تھری وہیلرز کے لیے خصوصی سبسڈی کی تجویز دی گئی ہے۔ معاون خصوصی برائے صنعت و پیداوار ہارون اختر نے بی بی سی کو بتایا ہے کہ وزیراعظم شہباز شریف اس پالیسی کی اصولی منظوری دے چکے ہیں۔ ہارون اختر کے مطابق انھیں امید ہے کہ اگلے ایک ماہ میں یہ پالیسی کابینہ سے بھی منظور ہو جائے گی۔ اگرچہ ملک میں موٹر سائیکل کو 'عام آدمی کی سواری' سمجھا جاتا ہے مگر الیکٹرک بائیکس میں عوامی دلچسپی اُتار چڑھاؤ کا شکار رہی ہے۔ پاکستان میں موٹر سائیکل اسمبلرز کی ایسوسی ایشن کے سربراہ صابر شیخ کے مطابق ملک میں اس وقت کم از کم 10 چینی کمپنیاں الیکٹرک سکوٹرز اور بائیکس اسمبل کر رہی ہیں جن کی ماہانہ سیلز یا فروخت 50 ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ حال ہی میں متعارف کرائی گئی الیکٹرک وہیکل پالیسی میں یہ اندازہ لگایا گیا کہ پیٹرول سے چلنے والی بائیکس کے مقابلے ای ویز (الیکٹرک بائیکس) 100 فیصد تک زیادہ مہنگی ہیں۔ قیمتوں میں موجود اسی تفاوت کو ختم کرنے کے لیے کم آمدنی والے طبقے کے لیے ٹو اور تھری وہیلرز کے لیے ایک کاسٹ شیئرنگ سبسڈی دینے کی تجویز ہے۔ وزیراعظم کے معاون خصوصی برائے صنعت اور پیداوار ہارون اختر نے بتایا ہے کہ اس پالیسی کے تحت الیکٹرک بائیکس اور سکوٹرز کے خریداروں کو 50 ہزار روپے کی سبسڈی اور بینک سے بلا سود قرض مل سکیں گے۔ بی بی سی کو دیے ایک انٹرویو میں انھوں نے تسلیم کیا کہ لوگوں کے لیے خود سے ای ویز (الیکٹرک وہیکلز) کو اپنانا مشکل ہوگا اور اس میں طویل وقت لگے گا۔ انھوں نے مختلف ممالک کی مثالیں دیں جہاں ای ویز کے لیے خصوصی مراعات دی گئی ہیں۔ ہارون اختر نے بتایا کہ 'ہم چاہتے ہیں کہ سنہ 2030 تک الیکٹرک وہیکلز کی تعداد کل تعداد کا 30 فیصد ہو جائے۔۔۔ سبسڈی دیے بغیر ہم الیکٹرک وہیکلز کی طرف منتقل نہیں ہو پائیں گے۔' اُن کے بقول خریداروں کو بینک فنانسنگ کے لیے بلا سود قرض دیا جائے گا جس کا خرچ بھی حکومت برداشت کرے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ تجویز یہ ہے کہ ابتدا میں خریداروں کو صرف 20 فیصد ادائیگی کرنا ہوگا اور اس میں سے بھی 50 ہزار حکومت پاکستان ادا کر رہی ہوگی، بقیہ 80 فیصد ادائیگی دو سال کی مدت میں کرنا ہوگی۔ وزیراعظم کے معاون خصوصی نے بتایا کہ منصوبے کے مطابق اگلے پانچ برسوں کے دوران 22 لاکھ سے زیادہ بائیکس کو سبسڈائز کیا جائے گا جس پر حکومت 100 ارب روپے سے زیادہ خرچ کرے گی۔ پاکستان کے مالی سال 2025–26 کے بجٹ میں الیکٹرک وہیکل سکیم کے لیے نو ارب روپے کی سبسڈی مختص کی گئی ہے۔ ہارون اختر خان کے مطابق اس سبڈی کے ذریعے 116,053 الیکٹرک بائیکس اور 3,171 الیکٹرک رکشوں کی فراہمی ممکن بنائی جائے گی۔ اس کے علاوہ اُن کے مطابق 20 ارب روپے کی رقم چارجنگ سٹیشنز کو سبسڈائز کرنے کے لیے مختص کی گئی ہے۔ انھوں نے اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ 'کوئی بھی چارجنگ سٹیشن پر سرمایہ کاری نہیں کرنا چاہ رہا جب تک ملک میں الیکٹرک وہیکلز کی تعداد نہیں بڑھ جاتی۔ اور صارفین الیکٹرک وہیکلز نہیں لینا چاہ رہے ہے کیونکہ چارجنگ سٹیشن نہیں لگ رہے ہیں۔۔۔ اس لیے ہم نے چارجنگ سٹیشنز کو بھی سبسڈائز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم قریب ہر 50 کلومیٹر کے فاصلے پر چارجنگ سٹیشن دیکھنا چاہتے ہیں۔'

تو اس سے خریداروں کو کتنا فائدہ ہوگا؟ اس بارے میں وہ کہتے ہیں کہ 'ابھی ایک پیٹرول موٹر سائیکل کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے ہے، اگر وہ الیکٹرک خریدتا ہے تو اسے ڈھائی لاکھ روپے کی پڑتی ہے۔ یعنی؟ ڈھائی لاکھ روپے والے دو وہیلر کی قیمت دو لاکھ روپے تک آ سکتی ہے، جس کی پھر بلا سود بینک فنانسنگ ہو سکے گی۔' ہارون اختر نے تھری وہیلرز پر بھی مجوزہ سبسڈی کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک رکشہ پورا دن چلتا ہے اور اس میں قیمت کا فرق زیادہ ہے، آئس انجن پر نیا رکشہ چار لاکھ کا جبکہ الیکٹرک کی قیمت دگنی ہے۔ وہاں سبسڈی چار لاکھ روپے کی ہوگی جبکہ بلا سود قرض دیا جائے گا۔ انھوں نے بتایا کہ اسی طرح چھوٹی الیکٹرک گاڑیوں کے لیے بھی سبسڈی پلان کی گئی ہے۔ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمز) کے پروفیسر نوید ارشد پاکستان میں گاڑیوں، خاص طور پر الیکٹرک وہیکلز کی صنعت پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے بی بی سی کو بتایا کہ سبسڈی دینا اس لیے ضروری ہے تاکہ الیکٹرک بائیکس کی قیمتوں میں کمی لائی جا سکے۔

'پہلے یہ منصوبہ تھا کہ حکومت اپنے بجٹ سے سبسڈی دے مگر چونکہ پاکستان آئی ایم ایف پروگرام میں ہے، اس لیے پھر سبسڈی کے پیسے اکٹھے کرنے کے لیے کاربن لیوی عائد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔' مگر وہ کہتے ہیں کہ اس سبسڈی کو سلسلہ وار ختم کیا جائے گا اور پانچ سال تک کوشش کی جائے گی کہ یہ ٹیکنالوجی مین سٹریم ہو جائے۔ مگر پیٹرول کے مقابلے کم لاگت کے باوجود ان مہنگی الیکٹرک بائیکس میں لوگوں کی دلچسپی پر اب بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ پاکستان میں موٹر سائیکل اسمبلرز کی ایسوسی ایشن کے چیئرمین صابر شیخ نے بی بی سی کو بتایا کہ ملک میں عموماً لوگ 70 سی سی کی موٹر سائیکل خریدتے ہیں جس کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے تھی اور چینی کمپنیوں کی قیمت لوگوں کی قوت خرید کے قریب قریب یعنی ایک لاکھ 10 ہزار روپے تک تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ 'لوگ ای وی اسکوٹرز خرید نہیں پا رہے تھے کیونکہ ان میں صرف بیٹری کی قیمت ایک لاکھ کے قریب ہوتی ہے۔' صابر شیخ کا کہنا ہے کہ 'گذشتہ مہینوں کے دوران پنجاب کے بڑے اور چھوٹے شہروں میں ای وی سکوٹرز کی فروخت بڑھی ہے۔ کیونکہ لوگ فلیٹس کی بجائے گھروں میں رہتے ہیں، اسی لیے اُن کے لیے چارجنگ اور پارکنگ آسان ہوتی ہے جبکہ وہاں فاصلے بھی کم ہیں اور سڑکیں بھی قدرے بہتر ہیں۔' انھوں نے کہا کہ انھیں توقع تھی کہ سب سے زیادہ ای وی سکوٹرز کراچی میں فروخت ہوں گے مگر گذشتہ دو برسوں کے دوران ایسا نہیں ہوا۔ اُن کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اکثر اپارٹمنٹس میں رہتے ہیں جہاں چارجنگ کا مناسب انفراسٹرکچر موجود نہیں ہوتا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس مشکل کو بھی حل کرنے کے لیے بعض کمپنیاں جیسے اٹلس ہنڈا بیٹری سوئپنگ ٹیکنالوجی پر کام کر رہی ہیں۔ اس کے ذریعے آپ بیٹری کو چارجنگ کے لیے سکوٹر سے نکال کر اوپر اپنے فلیٹ تک لے جا سکتے ہیں یا دوسری چارج شدہ بیٹری سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ مگر یہ مزید مہنگی ہے اور 'ایک بیٹری کی لاگت ہی دو ڈھائی لاکھ روپے ہے۔'

ان کی رائے ہے کہ پاکستان میں قوت خرید محدود ہونے کی وجہ سے اگلے برسوں کے دوران گریفین بیٹریاں ہی موزوں رہیں گی۔ 24 جون کو اٹلس ہنڈا نے اعلان کیا ہے کہ حکومتِ پاکستان کی نیشنل الیکٹرک وہیکل پالیسی کے تحت کمپنی رواں مالی سال کے دوران الیکٹرک سکوٹر متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اٹلس ہنڈا پاکستان کا سب سے بڑا موٹر سائیکل مینوفیکچرر ہے جس کے پاس سالانہ 15 لاکھ یونٹس بنانے کی صلاحیت ہے۔ اب جبکہ اٹلس ہنڈا بھی الیکٹرک بائیک کی مارکیٹ میں آ رہا ہے تو ہم نے صابر شیخ سے پوچھا کہ پاکستان میں بائیکس کے مارکیٹ لیڈر کو ای وی کے شعبے میں آنے میں اتنی دیر کیوں لگی؟ انھوں نے بتایا کہ ہنڈا ایک جاپانی کمپنی ہے مگر ای ویز میں پاکستان یا دنیا بھر میں چین سے زیادہ تر ٹیکنالوجی آئی ہے۔ 'جاپانی اس میں چین سے پیچھے ہیں۔ اٹلس ہنڈا جو ماڈل متعارف کرائے گا وہ بھی چین میں ان کے پارٹنرز کے ساتھ مل کر بنایا جائے گا۔'

پاکستانیوں کی شاہ خرچیاں عروج پر رہیں، ڈیجیٹل ایکوسسٹم رپورٹ

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)ایشین ڈیولپمنٹ بینک نے سال 2023 کی پاکستان ڈیجیٹل ایکوسسٹم رپورٹ جاری کردی۔ایشین ڈیولپمنٹ بینک کی پاکستان ڈیجیٹل ایکوسسٹم رپورٹ کے مطابق سال 2023 میں پاکستانیوں کی شاہ خرچیاں عروج پر رہیں۔آن لائن شاپنگ پر تھوڑے بہت نہیں، پورے 10 ارب 42 کروڑ ڈالرخرچ کرڈالے۔ای کامرس پرخرچ کیے تقریباً ساڑھے 10 ارب ڈالر میں 5ارب 45 کروڑ ڈالرکی مصنوعات جبکہ 4ارب 30 کروڑ ڈالرخدمات پرخرچ کیے گئے۔سبسکرپشن میڈیا پر پاکستانیوں نے سال بھر میں انسٹھ کروڑ ڈالرخرچ کیے ہیں۔مصنوعات خریداری میں سرفہرست الیکٹرونکس مصنوعات رہیں اور سال 2023 میں جن کی خریداری سوا تین ارب ڈالر رہیں جبکہ فیشن پر ایک ارب 6 کروڑ ڈالر، بیوٹی مصنوعات پر بتیس کروڑ ڈالر، تقریباً سترہ کروڑ ڈالرکھانے اور 11 کروڑ دواؤں پر خرچ کیے گئے۔خدمات خریداری میں میں دو ارب تیس کروڑ ڈالرہوائی جہاز کے ٹکٹ، ساڑھے 24 کروڑ ڈالر کے ٹرین ٹکٹ، پونے انتیس کروڑ ڈالرکرائے کی گاڑیوں پر اور اکہتر کروڑ ڈالرہوٹلز پر اور 62 کروڑ ڈالرپیکج ہالیڈے پرخرچ کیے ہیں۔رپورٹ کے مطابق 90 فیصد سے زائد ای کامرس ادائیگیاں پاکستان میں کیش آن ڈیلیوری پر ہوتی ہیں کیونکہ خریدارکومرچنٹس پر اعتماد نہیں۔

گاڑیوں پر نئی لیوی نافذ، حکومت کو 10 ارب روپے آمدن کی توقع

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)حکومت نے روایتی انجن والی گاڑیوں پر"انرجی وہیکل ایڈاپشن لیوی" نافذ کر دی جس سے 10ارب آمدن کی توقع ہے جوالیکٹرک گاڑیوں کے فروغ پر خرچ کی جائے گی۔حکومتی فیصلے کے مطابق 1300 سی سی سے کم انجن گاڑیاں ایک فیصد، 1300 سے 1800 تک 2 فیصد لیوی ادا کریں گی جبکہ 1800 سے زائد انجن والی گاڑیوں پر 3 فیصد لیوی ڈیوٹیز اور ٹیکس سمیت عائد کی جائے گی، بسوں اور ٹرکوں پر ایک فیصد لیوی لاگو ہوگی۔حکومت نے مقامی طور پر تیار کردہ اور درآمد شدہ گاڑیوں پر انرجی وہیکل ایڈاپشن لیوی(Energy Vehicle Adoption Levy) کے نفاذ کا نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔حکومت کو اس نئی لیوی کے ذریعے 10 ارب روپے حاصل ہونے کی امید ہے، جسے ملک میں الیکٹرک گاڑیوں(EVs) کوفروغ دینے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

قطر کے دارالحکومت دوحا میں پاکستانی آموں کی نمائش

دوحا(کنزیومرواچ نیوز)قطر کے دارالحکومت دوحا میں پاکستانی آموں کی نمائش ہوئی 600 من سے زائد آم فروخت کیے گئے۔دوحا میں 10 جولائی سے شروع ہونے والی نمائش 19 جولائی تک جاری رہی۔نمائش میں پاکستان سے تازہ لائے گئے آموں کی کئی اقسام پیش کی گئی، ساتھ ہی آم کے جوس، اچار، مٹھائیاں اور دیگر اشیا بھی نمائش میں پیش کی گئی نمائش میں 48 سے زائد سفیر شریک ہوئے جبکہ 59 ہزار سے زائد افراد نے نمائش کا دورہ کیا، تقریباً 70 تاجروں نے اس نمائش میں حصہ لیا۔یہ تقریب نہ صرف ثقافتی تبادلے کو فروغ دیتی ہے بلکہ پاکستان اور قطر کے درمیان تجارتی تعلقات کو بھی مضبوط کرتی ہے۔

پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے نئی راہیں ہموار

اسلام آباد:(کنزیومرواچ نیوز)ایس آئی ایف سی کی مؤثر پالیسیوں سے پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے نئی راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔پاکستان کو مالی سال 2024-25 میں مجموعی طور پر 2.45 بلین ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری موصول ہوئی۔اسٹیٹ بینک کے مطابق رواں مالی سال پاکستان کو چین سے 1.22 بلین ڈالر کی براہ راست سرمایہ کاری موصول ہوئی، چین کی سرمایہ کاری میں گزشتہ مالی سال کی نسبت 90 فیصد اضافہ ریکارڈ ہوا۔سرمایہ کار دوست ماحول کی بدولت چین پاکستان کی کل سرمایہ کاری میں 49.9 فیصد کے ساتھ نمایاں شراکت دار رہا۔ہائیڈل پاور میں نمایاں حصے کے ساتھ توانائی کے شعبے کو سب سے زیادہ 1.17 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری حاصل ہوئی۔ایس آئی ایف سی کی معاونت سے عالمی سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہو رہا ہے، جس سے اقتصادی سرگرمیوں میں تیزی آ رہی ہے۔اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے آئندہ ماہ سے ششماہی مانیٹری پالیسی رپورٹ شائع کرنے کا اعلان کردیا ہے۔اعلامیے کے مطابق یہ رپورٹس جولائی اور جنوری کے اجلاسوں کے بعد دو ہفتوں کے اندر شائع ہوں گی۔رپورٹس میں اسٹیٹ بینک اپنی پیشگوئیوں کو اپ ڈیٹ کرے گا، اسٹیٹ بینک مہنگائی کو ہدف بنانے والا نظام اپنانے کی طرف پیشرفت چاہتا ہے، اقدامات انہیں کوششوں کا حصہ ہیں۔

کرنسی اسمگلرز کے خلاف کریک ڈاؤن کا حکم

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)ایکسچینج کمپنیز ایسوسی ایشن آف پاکستان (ای سی اے پی) نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ٹو اسٹار جنرل نے کرنسی اسمگلرز کے خلاف کریک ڈاؤن کا حکم دیا ہے تاکہ ڈالر کے بڑھتے ہوئے ریٹ کو کنٹرول کیا جاسکے۔شائع رپورٹ کے مطابق گزشتہ روز ای سی اے پی کے اراکین کے ساتھ ملاقات میں انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی) کے میجر جنرل فیصل نصیر نے ڈالر کے ایکسچینج ریٹ میں حالیہ تیز اضافے کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ملاقات کے بعد جاری بیان میں کہا گیا کہ چیئرمین ای سی اے پی ملک بوستان نے بتایا کہ ڈالر کی قیمت میں اضافہ کرنسی اسمگلنگ مافیا کی دوبارہ سرگرمیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، جو ڈالر اور دیگر غیر ملکی کرنسیوں کو ایران اور افغانستان اسمگل کر رہے ہیں۔ملک بوستان کے مطابق میجر جنرل فیصل نصیر نے اس بات کا مثبت جواب دیا اور فوری طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کرنسی اسمگلروں کے خلاف کریک ڈاؤن اور ان کی گرفتاری کا حکم دیا۔ملاقات کے بعد ملک بوستان نے دعویٰ کیا کہ اسمگلنگ مافیا زیر زمین چلی گئی، وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کی ٹیموں نے انٹیلی جنس کی بنیاد پر بڑے چھاپے مارے، جس کے نتیجے میں اوپن مارکیٹ میں ڈالر کا ریٹ 288 روپے 60 پیسے سے کم ہو کر 288 روپے پر آ گیا۔ادھر، انٹر بینک مارکیٹ میں ریٹ 285 روپے سے کم ہو کر 284 روپے 80 پیسے ہو گیا۔ملک بوستان نے پیشگوئی کی کہ اگر ایف آئی اے نے کرنسی اسمگلروں اور ہنڈی-حوالہ آپریٹرز کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رکھا، تو ڈالر کا ریٹ مزید کم ہو کر 270 روپے اور بالآخر 250 روپے تک آ سکتا ہے۔

موبائل امپورٹ میں 21.31 فیصد کمی ریکارڈ

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)مالی سال 2024-25ء میں ایک ارب 49 کروڑ ڈالر کے اسمارٹ موبائل فونز درآمد کیے گئے، گزشتہ مالی سال موبائل امپورٹ میں 21.31 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ادارہ شماریات کی دستاویز کے مطابق گزشتہ مالی سال 2024-25ء میں اسمارٹ موبائل فونز کی درآمد میں 21.31 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی، جولائی 2024ء سے جون 2025ء کے دوران ایک ارب 49 کروڑ ڈالر کے موبائل فون درآمد کیے گئے۔رپورٹ کے مطابق پاکستانی کرنسی میں درآمدی موبائل فونز کی مالیت 417 ارب 35 کروڑ ریکارڈ کی گئی جبکہ مجموعی طور پر ایک ارب 89 کروڑ ڈالر کے موبائل فونز بیرون ملک سے منگوائے گئے تھے۔ادارہ شماریات کے مطابق جون 2025ء میں موبائل فونز کی امپورٹ 49.95 فیصد تک بڑھ گئی، گزشتہ ماہ درآمدی موبائل فونز کی مالیت 13 کروڑ 94 لاکھ ڈالر ریکارڈ کی گئی۔رپورٹ کے مطابق مقامی کرنسی میں گزشتہ ایک ماہ میں 139 ارب 45 کروڑ روپے کے موبائل درآمد کیے گئے۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

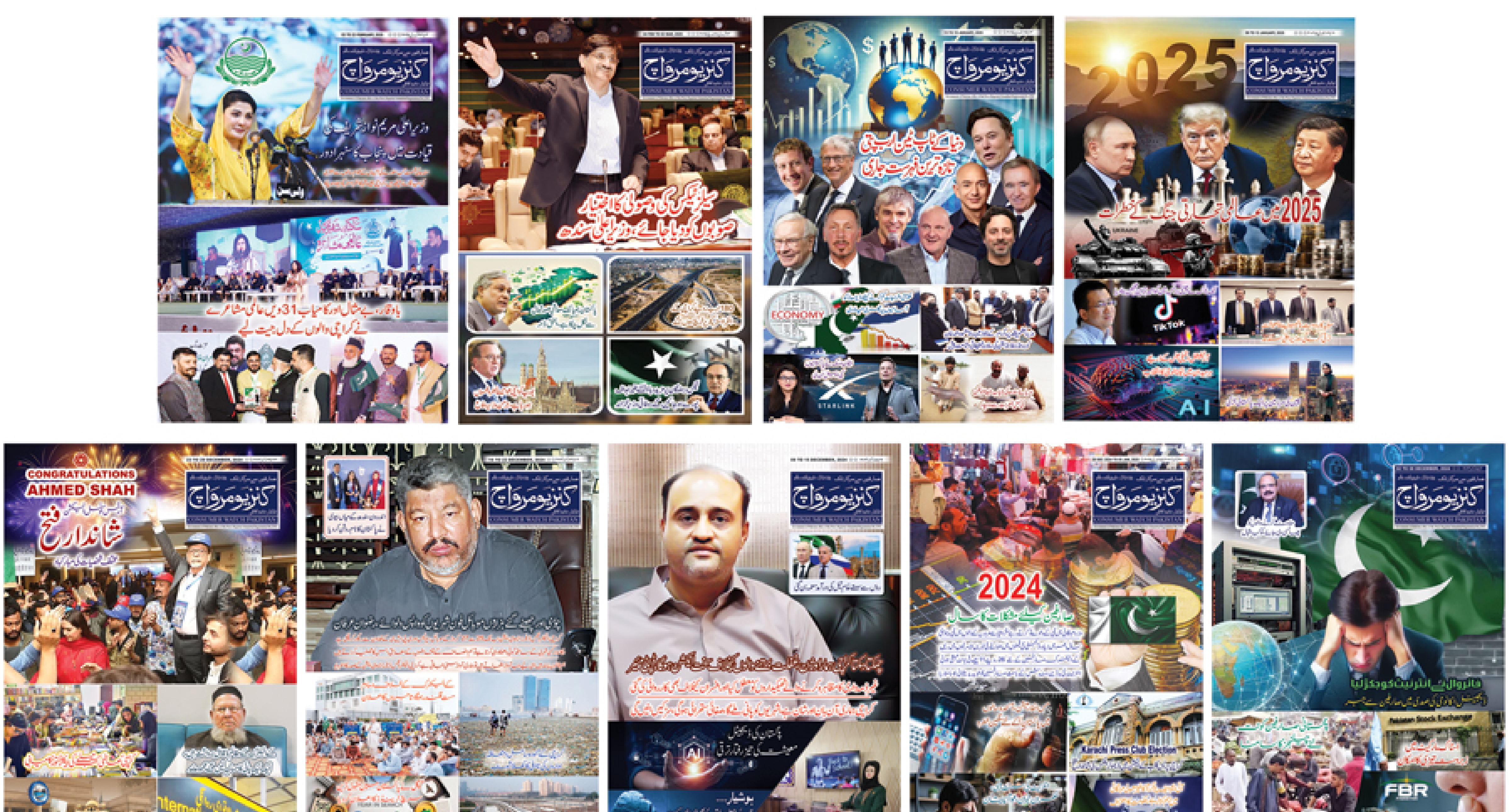

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3